رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

جلد ۱۸ — نمبر ۱۰ — ۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء

ایڈیٹر: ایس محمد یوسف

نور

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے)
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنے (عہ)
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (للعہ)
" معاونین سے پانچ روپے (صہ)
" بیرون ہند آٹھ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت کو ظاہر کرنا۔
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کر[illegible]
۳۔ دیگر مذاہب کے [illegible] اور صحیح جواب دینا
۴۔ راعی اور رعایا [illegible]ت کو مضبوط و مستحکم کرنا

KHILAFAT LIBRARY

روزے کے مسائل

روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ رات ہی سے کرلے تو بہتر ہے۔ ۲۔ سحری اخیر وقت کھانا یعنی صبح [illegible] افطار غروب ہوتے ہی فوراً کرنا ثواب ہے۔ ۳۔ اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں قصداً ایسا کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور روزے توڑنے والے پر کفارہ لازم آتا ہے۔ ۵۔ ان عذروں کے سبب روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مرض۔ سفر حمل، دودھ پلانا سخت بھوک پیاس۔ جس سے جان جانے کا ڈر ہو۔ بہت بڑھاپا یا حیض و نفاس۔ جب عذر جاتا رہے۔ پھر قضا کرلے یعنی جس قدر روزے چھوٹ گئے۔ اسی قدر رکھ لے۔ کبھی رکھنے کی طاقت یا وسعت نہ مل سکے۔ تو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ ۶۔ تیل کے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ نہ سرمہ لگانے سے نہ مسواک کرنے سے۔ ہاں میٹھی مسواک کرنے سے ٹوٹتا ہے۔ ۷۔ کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا مکروہ نہیں ہے۔ یا بھیگے ہوئے کپڑے کا ٹھنڈک کے واسطے پہننا بھی جائز ہے۔ ۸۔ روزہ دار کو کسی چیز کا چکھنا یا چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے۔ ہاں اگر عورت کا خاوند بد مزاج ہو تو اس عورت کو سالن سے ذرا انگلی تر کرکے نمک چکھ لینا مکروہ نہیں ہے۔ ۹۔ حقہ کے پینے اور ناس نسوار لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ۱۰۔ سنگی کھچوانے سے اور پچھنے لگوانے اور فصد کھلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۱۱۔ خوشبو سونگھنے سے خواہ کسی قسم کی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۲۔ جھوٹ چغلی اور بدزبانی وغیرہ سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ ۱۳۔ [illegible] کا غبار یا [illegible] پیسے ہوئے آٹا دال کوٹتے ہوئے دوائی کا غبار حلق میں چلا جاوے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۴۔ رمضان میں رات کو نہانے کی ضرورت ہو۔ تو مستحب ہے۔ کہ سحری سے پیشتر نہالے اگر بعد میں نہائے گا۔ تو گو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر ثواب گھٹ جاتا ہے۔ ۱۵۔ قے منہ بھر کے ہو۔ تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تھوڑی ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ اور ایسی حالت میں قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ نہیں۔ ۱۶۔ اگر دانتوں میں رات کے کھانے سے کوئی چیز اٹک رہی ہو اور وہ چنے سے کم ہو۔ تو دن کو اس کے نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۷۔ اگر کسی شخص نے ابر کی حالت وغیرہ بہ خیال غروب ہو جانے کے آفتاب کے روزہ کھولدیا اور پیچھے معلوم ہوا۔ کہ آفتاب باقی تھا۔ تو قضا لازم آئے گی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ ۱۸۔ روزوں میں جھوٹ اور زیادہ بولنے اور دنیوی خواہشات کی طرف رغبت کرنے کی ممانعت ہے۔ جھوٹ بولنے چوری کرنے اور بدکاری کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ۱۹۔ کوئی شخص جبراً اگر کسی کے منہ میں کوئی کھانے کی یا پینے کی چیز ڈالدے تو روزہ ٹوٹ جائے۔ اور بعد میں رکھ لے۔ ۲۰۔

تراویح نماز تراویح سنت موکدہ ہے۔ نماز عشا کے بعد وتروں سے پہلے ۲۰ رکعت چار چار رکعت کرکے یا دو دو رکعت کرکے پڑھے۔ جماعت کے ساتھ بہت ثواب ہے۔ ہر چہار رکعت کے بعد کچھ بیٹھکر تسبیحات پڑھے تراویح میں قرآن شریف سننا اعلیٰ ثواب کا موجب ہے۔

اعتکاف مسجد میں بیٹھے رہنے کو کہتے ہیں۔ کچھ وقت ترک خدا کی خوشنودی کے لئے روزہ دار کو مناسب ہے کہ آخری دس دن میں اعتکاف کرے۔ بغیر حاجت بول براز کے مسجد سے باہر نہ نکلے دن رات وہیں ذکر و فکر میں غرق رہے۔ عورت کو بغیر اجازت مرد کے اعتکاف جائز نہیں۔

شب قدر یعنی ۲۷ ماہ رمضان کو رات بھر جاگنا۔ اور خدا کے ذکر و فکر میں اور نوافل میں معروف رہنا ہزار مہینوں کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ ہر مسلمان کو اس رات جاگنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

صدقہ عید الفطر: عید کی نماز سے پہلے صاحب توفیق کو صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ صدقہ فطر یہ ہے۔ گھر کے تمام آدمیوں کی طرف سے فی آدمی دو دو سیر گندم یا چار چار سیر گندم فقرا اور مساکین و محتاجوں کو دیئے جائیں۔

عید الفطر: عید فطر کے دن پہلے کھانا کھاوے مسواک کرے خوشبو لے۔ اچھے کپڑے پہنے۔ اور تکبیر پڑھتا ہوا آہستہ آہستہ عیدگاہ کی طرف جاوے۔ اور پھر دو رکعت نماز سنت باجماعت پڑھے۔ پھر خطبہ سنے۔ اور خطبہ کے بعد دوسرے راستہ سے تکبیر [illegible] پڑھتا ہوا گھر کو واپس ہو۔ عید الفطر کا وقت ۵ بجے سے ۱۲ بجے تک ہے۔

ہندو مسلم کشیدگی کا صحیح علاج
قرآن مجید کی روشنی میں

ہندوستان کے بہی خواہ انسان بلا امتیاز مذہب اہل ہند کے انشقاق، اختلاف اور تفرقہ اندازی پر آٹھ آٹھ آنسو بہا رہے ہیں۔ اور ہندوستانیوں کی فلاکت و ادبار کا باعث محض آپس کا جنگ و جدال، بغض و تنافر قرار دیتے ہیں۔ اور یہ ایک برہنہ حقیقت ہے، کہ جس ملک یا قوم کے افراد میں اتفاق، اتحاد، اور یگانگت نہ ہو وہ ہرگز ہرگز ترقی و عروج کو حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ متحدہ اقوام کے دوش بدوش بھی نہیں چل سکتے چہ جائیکہ کسی قسم کی سبقت و فوقیت سے سرافراز ہوں۔ ان کو آپس میں سر پھٹول سے فرصت کہاں۔ جو وہ شاہسواران عروج سے گوئے سبقت لے جانے کے لئے کسی قسم کی سعی کریں،

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان! آہ ہمارا پیارا وطن ہندوستان! آج اسی بلائے بے درمان کا شکار ہو رہا ہے۔ ہندی ہندی کا دشمن، بدخواہ اور اس کے خون کا پیاسا نظر آتا ہے۔ ہندو مسلم کا سوال حد اعتدال سے تجاوز کرنے کے باعث، اہل ہند میں تنافر و عداوت اور کشیدگی کی خلیج کو وسعت دینے کے لئے آلہ کار بنایا گیا ہے۔ افسوس کہ بعض علمبرداران اتفاق بھی اسی رو میں بہ پڑے۔ اور مذہب کی آڑ میں انہوں نے "صلح کے نازک پودے" کو بے طرح پامال کیا۔ اور نفسانیت کے زیر اثر ہو کر ہندوستانی کی بہبودی کو بر سر طاق رکھدیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ رہی سہی وحدت نذر آتش کینہ ہو گئی اور دونوں قوموں میں بعد المشرقین ہو گیا۔

یہ سب کچھ ہوا اور ہندوستان کے ساتھ دلی ہمدردی رکھنے والے معتد بہ طبقہ کی کوششیں ایک رنگ میں رائیگاں گئیں۔ وہ ہندو مسلم فسادات کی خبریں سنتے اور ان کے دل پاش پاش ہو جاتے۔ انہوں نے اس بڑھتی ہوئی رو کو روکنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ انہوں نے مقدور بھر کوشش کی مگر فریقین ان کے مشنوا نہ ہوئے۔ وہ اپنی دیوانگی میں انتقام کا شکار ہو رہے تھے۔ آخر الامر کشت و خون تک نوبت پہنچی۔ دونوں قوموں کو جانی نقصان کے علاوہ مالی طور پر بھی نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ غرض آج دونوں فریق ناصح مشفق کی آواز پر کان نہ دھرنے کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں کہ ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ پھر اتحاد و اتفاق کے لئے کوشاں ہوں۔ ان کو نظر آ جائے کہ صرف شاہ راہ ترقی یہی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ کسی مدبر، خیر خواہ ملک کے آگے سر تسلیم خم نہ کریں۔ مگر وہ زمانہ کے تھپیڑوں کا کب تک مقابلہ کریں گے۔ اس لئے وہ دن آنے والے ہیں۔ بلکہ آ گئے ہیں۔ کہ ہر فریق اپنے کئے ہوئے پر نادم اور "آئندہ را احتیاط" کا پابند ہو۔ اندریں حالات "حامیان صلح" اگر صلح کے لئے سر توڑ کوشش کریں۔ اور جیسا کہ ان سے توقع ہے۔ وہ کریں گے۔ تو ان قوموں کا مل بیٹھنا کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ وہ صلح پائدار کیونکر ہو کیونکہ کسی فلاسفر کا یہ قول بالکل سچ ہے۔ کہ "صلح کر لینے سے صلح کا قایم رکھنا کہیں مشکل ہے"۔ پس قابل حل عقدہ یہ ہے۔ کہ ہندو مسلم میں پائدار صلح کیونکر ہو سکتی ہے؟ اس کا ایک جواب تو یہی دیا جاتا ہے۔ کہ سب ہندو اسلام کی حلقہ بگوشی میں آ جائیں۔ یا پھر مسلمان ہندو دھرم کی شرن میں چلے جائیں۔ مگر تا ہنوز ع

> ایں خیال است و محال است و جنوں

کا مصداق ہے۔ اس لئے اب صرف ایک ہی پہلو باقی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر فریق کے لوگ اپنے اپنے مذہب پر رہ کر آپس میں پائدار اور برقرار رہنے والا اتفاق کیونکر کر سکتے ہیں؟

میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہندو مسلم تعلقات کو سلجھانے والوں کا اولین فرض یہ ہے۔ کہ وہ اب کی دفعہ نہایت غور و پرداخت سے بنیاد صلح کو مستحکم اصولوں پر رکھیں۔ تاکہ ایک اہم ضروری شئی کا وجود محض نقش بر آب نہ ہو۔ یقین ہے کہ گذشتہ مرتبہ کا تلخ تجربہ جلد بازی سے روکنے کے لئے کافی ذریعہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ جب تک ہندوستان میں مختلف مذاہب ہیں۔ تب تک یہ اختلاف دور نہیں ہو سکتا لیکن حقیقتاً یہ خیال محض کوتاہ اندیشی کا نتیجہ ہے تاریخ کے صفحات صدہا خوشگوار واقعات و مناظر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ مختلف مذہب کے لوگ بالخصوص مسلمان اور ہندو کیونکر صلح و آشتی، محبت و الفت سے زندگی گذارتے رہے ہیں۔ اور کس طرح ایک دوسرے کے رنج و غم میں شریک بنتے تھے۔ اور پھر یوں ہی یہ خیال "مذہب" پر ایک ناپاک حملہ ہے۔ ہر مذہب دنیا میں صلح پیدا کرنے کا مدعی ہے۔ کبھی بھی ایسا نہ ہوا۔ کہ لوگ مذہب کی حدود کی رعایت کرتے ہوئے فتنہ و فساد کی بنیاد رکھتے ہوں بلکہ ہمیشہ مذہب کو چھوڑ کر اور احکام الہی کو پس پشت ڈال کر ہی خونریزی کا بازار گرم ہوتا رہتا ہے۔ بے شک بعض بدنام کنندگان مذہب مذہب کے نام پر لوگوں کے امن کو برباد کرتے رہے ہیں۔ مگر مذہب نے ان کو یہ تعلیم نہ دی تھی پس یہ خیال سراسر باطل ہے۔ کہ مذہب دنیا کے سکون میں اضطراب پیدا کرنے والا ہے۔ اور دشمنی کا ذریعہ کیونکہ ع

> مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

قرآن کریم نے اختلاف مذہب کے باوجود امن عامہ کو قایم رکھنے کے لئے دو ذریعے بیان فرمائے ہیں۔ اور سب سے پہلے خود بانی اسلام علیہ التحیۃ و السلام نے اس پر عمل کر کے دکھلایا۔

پہلا ذریعہ اختلاف مذاہب کے موجود ہوتے ہوئے امن کا بہترین طریقہ بتلایا۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم کہ تم لوگ دوسرے مذہب والوں کے معبودوں قابل تعظیم بزرگوں کو برا بھلا مت کہو۔ ورنہ وہ اللہ ہی کو نشانہ سب و شتم بنائیں گے۔

اب دیکھو یہ طریق گو مختصر لفظوں میں مذکور ہے۔ مگر کن حکمتوں پر مبنی ہے۔ اور صلح بین الاقوام کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ میں نہایت وثوق سے کہتا ہوں۔ کہ اگر آج ہندو مسلمان اس طریق پر کاربند ہو جائیں۔ تو تمام تنازعات کا سدباب ہو سکتا ہے۔ اور یہ بالکل سچا فلسفہ ہے۔ کہ اکابر مقدسوں کے حق میں دریدہ دہنی اور بدزبانی نہ صرف اس شخص کی روحانیت کو تباہ کرتی ہے۔ بلکہ خرمن امن کو بھی بہت جلد راکھ کر دینے والی چنگاری ہے۔

دوسرا ذریعہ جب انسان اس پہلے ذریعہ کی پابندی کا التزام کر لے۔ تو اس پر صداقت

بھی آشکارا ہوجاتی ہے۔ اس لئے قرآن پاک نے وہ دوسرا ذریعہ اس سے بالا بیان فرمایا ہے۔ یعنی یہ کہ ہر مذہب وملت کے ریفارمروں کی نہ صرف عزت کرو۔ بلکہ ان کو منجانب اللہ یقین کرو۔ تاکہ غیریت اور دوئی درمیان سے جاتی رہے اور تم یہی سمجھو کہ یہ بزرگ بھی ہمارے ہی بزرگ ہیں۔ اس طرح بدتہذیبی کے احتمال کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے بند ہوجائیگا۔ اور یوں یہ بات بھی نہایت معقول ہے۔ کہ ہر ملک اور ہر قوم میں خدا کے نبی گذرے ہیں۔ فطرت انسانی اس ظلم سے ہر عقیدہ کو دھکے دیتی ہے۔ کہ خدا رب تو تمام دنیا کا ہو۔ مگر اس کی ربوبیت روحانی کا دائرہ عمل کسی مخصوص ملک میں یا خاص قوم میں ہی محدود رہا ہو۔

جس طرح اس کا جسمانی اور ظاہری فیضان بلا امتیاز رنگ و نسل ملک وقوم تمام دنیا پر حاوی ہے۔ ویسا ہی اس کا باطنی اور روحانی فیضان بھی عام چاہیئے۔ اور پھر خود ان ہادیان مذاہب کی سوانح بھی اگر بنظر انصاف دیکھا جائے اس بات پر شاہد ناطق ہیں۔ کہ یہ لوگ ضرور خدا رسیدہ تھے اگر ایسا نہ ہوتا۔ توان کو مخلوق کی نظر میں بھی وہ قبولیت نہ دی جاتی۔ جو دی گئی۔ اور لمبے عرصہ تک ان کے جاری کردہ مذہب کا باقی رہنا بھی ان کے صدق پر زبردست دلیل ہے۔ ورنہ جھوٹ پائدار نہیں ہوسکتا۔ پس دوسرا ذریعہ امن کے قیام کا قرآن پاک نے یہ بتلایا ہے۔ کہ نہ صرف دوسرے مذہب کے انبیاء کو عزت کی نظر سے دیکھو۔ بلکہ ان کو اپنا سمجھو۔ اور ان کی صداقت پر یقین رکھو۔ اور سب سے پہلے خود مسلمانوں کو ہدایت فرمائی۔

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر
ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا

کہ ہم نے ہر امت میں رسول اور نذیر بھیجے ہیں۔ تم ان سب پر ایمان لاؤ۔ چنانچہ اسی بنا پر ہم جملہ رشیوں۔ بنی اسرائیل کے سب نبیوں اور دوسرے ہادیان مذاہب پر ایمان لاتے ہیں۔ گویا ہم نے سب اہل مذاہب کے حقوق کو ادا کردیا ہے۔ لیکن ہمارا مطالبہ ان کے ذمہ باقی ہے۔

اے کاش کہ ہندو مسلمان روزمرہ کی تو تو میں میں کو چھوڑ کر تلاش صداقت میں منہمک ہوجائیں۔ اور نہایت امن سے دوش بدوش رہیں۔ محبت و پیار سے مذہب کی تحقیق کرنا برا نہیں۔ مگر بدزبانی سے پیش آنا۔ کبھی بھی نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔ والسلام

(مولوی) اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

کیا ہندوستان میں اسلام کامیاب نہیں ہوا

حالی مرحوم اور ایڈیٹر صاحب زمیندار کے چند اشعار کی بنا پر آریہ پریس بے ساختہ مسلمانوں کا منہ چڑا رہا ہے۔ کہ دیکھو ہندوستان میں اسلام کامیاب نہیں ہوسکا۔ مگر یہ غلط ہے۔ اگر واقعات پر نظر ڈالی جائے تو باوجود اس بے سروسامانی کے ہندوستان میں اسلام کو ایک بے نظیر کامیابی ہوئی ہے۔ (۱) اول ہندوستان کے باشندے قدیمی رسومات کے بہت پابند ہیں۔ ان میں ایک غیر معمولی جمود ہے۔ دوم اس کے مقابلہ آج تک ہندوستان میں تبلیغ کے لئے کوئی منتظم کوشش نہیں کی گئی۔ شاہان اسلام تبلیغ اسلام سے قطعی بے فکر رہے۔ اور مفت میں بدنام ہوئے۔ انہیں ہر وقت اپنی ہردلعزیزی کے قیام کی فکر رہتی تھی۔ باوجود اسی بے پرواہی کے پھر بھی چند صدیوں کے اندر اندر مسلمانوں کی تعداد کا کروڑوں تک پہنچ جانا اس سے بڑھکر اور کیا کامیابی ہوسکتی ہے۔ اگر آج بھی مسلمان کمر ہمت چست کرلیں۔ اور منتظم صورت میں اپنی سب کوششیں ہندوستان میں تبلیغ اسلام پر صرف کردیں۔ تو ربع صدی کے اندر اندر ہی ہندوستان کا نقشہ پلٹ سکتا ہے۔

ہندوستان میں اسلام کا پہلا جھنڈا بلند کرنے والا

اگرچہ محمد بن قاسم سے قبل ۶۳۶ء میں ابوالعاص اور ۶۶۴ء میں امیر مہلب اس ہندوستان کو اپنے قدوم سے مشرف کرچکے تھے۔ مگر دراصل اسلام کا مستقل اثر غازی محمد بن قاسم فاتح سندھ کے مبارک قدموں سے پڑا جن کا داخلہ ۷۱۲ء میں ہوا۔ غازی موصوف کے سوانح سے ہمیں بہت کچھ مفید سبق ملتے ہیں۔ اول تو یہ کہ اس وقت آپ کی عمر صرف سترہ سال کی تھی جب آپ نے ایک اوسط درجہ کے لشکر سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اور یہ حملہ پیش قدمی پر مبنی نہیں تھا۔ بلکہ سراسر مدافعت تھی۔ کیونکہ سندھ کے راجہ داہر نے بلاوجہ مسلمانوں کے تجارتی جہاز کو لوٹ لیا تھا اور مسلمانوں کو الور کے قلعہ میں قید کردیا تھا۔ خلیفہ کی طرف سے جب راجہ داہر کو اس کے متعلق خط لکھا گیا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ کسی معقول رنگ کو اختیار کرتا الٹا اس نے نخوت وتکبر کے ساتھ مسلمانوں پر مذاق اڑایا۔ اس لئے خلیفہ وقت کی طرف سے غازی محمد بن قاسم راجہ داہر کی گوشمالی کے لئے متعین ہوا۔ انہوں نے اس چھوٹی سی عمر میں نہ صرف یہی کہ غیر ملک میں آکر اپنے لشکر کا نہایت عمدہ انتظام اور اپنی بہادری کا غیر معمولی ثبوت دیا۔ جس کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں اس ہزاروں کے لشکر سے لاکھوں کی فوج کو شکست فاش دی۔ بلکہ اہل سندھ کے سامنے اسلام کا ایک بہترین نمونہ پیش کیا۔ جس کی وجہ سے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا روح پرور نظارہ آنکھوں نے دیکھا۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ کے صوبہ میں نہ صرف مسلمانوں کی آبادی ہی غالب ہے بلکہ عرب کا تمدن بھی وہاں نمایاں اثر رکھتا ہے۔ اگر دوسرے مسلمان بھی اس سب سے چھوٹی عمر کے جرنیل کی نیک مثال کا تتبع کرتے تو اس وقت تمام ہندوستان نور اسلام سے معمور ہوچکا ہوتا۔ ہمیں جناب خواجہ حسن نظامی کا مشکور ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اسلام کے اس بہترین جرنیل کی یادگار منانے پر مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے جو قوم اپنے بزرگوں کے نیک کارناموں کو محفوظ نہیں نہیں رکھ سکتی۔ یقیناً وہ بہترین کیریکٹر سے بھی مستفیض نہیں ہوسکتی لہذا ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے بزرگوں کی عمدہ خصلتوں کو اپنے میں جاذب کرنے کی کوشش کریں۔

کیا گوروکل کی ہردلعزیزی کم ۔ ۔ ۔ ہورہی ہے

پرکاش لکھتا ہے کہ ہر دو گوروکل کے ادھشٹاتا والینٹروں کے لئے اخباروں میں اپیلیں شایع کرتے ہیں

آریوں کو فرداً فرداً پتر (خطوط) بھیجواتے ہیں لیکن کیسے شوک (افسوس) کی بات ہے۔ کہ اس سمبندھ (تعلق) میں انہیں اس وقت تک کسی آریہ سماجی کی طرف سے ایک بھی تو پتر (خط) نہیں ملا"

KHILAFAT LIBRARY

کیا اس مذکورۃ الصدر تحریر کی موجودگی میں آریہ سماج کے اس واحد انسٹی ٹیوشن کی غیر ہر دلعزیزی میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے۔ دراصل آریہ سماج کی خالص مذہبی امور کے ساتھ دن بدن ہمدردی کم ہو رہی ہے۔ اور اس کی توجہ کسی دوسری طرف منتقل ہو رہی ہے۔

توحید اسلام اور فصاحت قرآن کا اعتراف

۱۵ فروری ۱۹۲۶ء کو گورو کل کانگڑی کے پرنسپل رام دیو ایم۔ اے نے دچھووالی آریہ سماج لاہور میں "آریہ سماج اور مسلمان" کے موضوع پر تقریر کی اور اسلام کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا۔ لیکن اسلامی توحید اور قرآن کی عالی زبان کے متعلق آپ کو یہ اقرار کرنا ہی پڑا۔

"قرآن کی بھاشا (زبان) بہت سندر ہے۔ اس میں فصاحت اور بلاغت بھری ہے۔ اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کے اندر کئی بہت اچھی باتیں ہیں قرآن کی توحید میں کسی کو شک نہیں۔ صاف بتایا ہے کہ اللہ ایک ہے عرب کے اندر عورتوں کا کوئی درجہ نہ تھا۔ محمد صاحب نے عورتوں کے حقوق قائم کئے"!

(پرکاش ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۳)

کہلانے والے شودر بھی اپنے بیگانے کو پہچانتے ہیں

۲۲½ کو چورسی میں اچھوت اقوام کے لیڈر سوامی شودرانند کا لیکچر ہوا۔ اور انہوں نے اس بات پر بخوبی روشنی ڈالی کہ اس وقت تک ہندو ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے اچھوت اقوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"نہ آریہ سماجی اور نہ سناتن دھرمی آپ کے دوست ہیں۔ ہاں مسلمان اور عیسائی آپ کے دوست ہیں"!

(جاگرت ۲ ۲/۲)

میں نے کئی بار یہ بات مسلمانوں کے سامنے رکھی ہے۔ کہ اگر مسلمان کچھ توجہ کریں۔ تو انہیں بہت جلد اچھوت اقوام میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آج تک ہندوؤں کی طرف سے اچھوت اقوام کے ساتھ جو سلوک ہوتا رہا ہے۔ اس نے اچھوتوں کے قلوب میں ایک گہرا اثر پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہلانے والے اچھوت اپنی موجودہ حالت پر کبھی بھی مطمئن نہیں ہو سکتے اور ایسے بھی ہندوؤں کا ہاضمہ اس قدر کمزور ہے کہ وہ ان لوگوں کے ہضم کرنے سے قطعی قاصر ہے ہاں دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ان لوگوں کو ہضم کر سکتا۔ اور انہیں تمدنی اور مجلسی اور روحانی حقوق دے کر دین و دنیا کے حسنات کے دروازے ان پر کھول سکتا ہے۔ اگر مسلمان اس طرف توجہ کریں۔ تو لاکھوں نہیں کروڑوں افراد اسلام کے نور سے منور ہو سکتے ہیں۔

مسیح مسلم اتحاد

مسیح اخبار نور افشاں نے یہ لکھا ہے۔ کہ مسیح مسلم اتحاد قائم ہونا چاہیئے۔ اسلام جو مختلف مذاہب کے لئے صلح اور آشتی کا پیغام ہے۔ بخوشی اس قسم کے ہر ایک اتحاد کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے۔ دراصل مسلمانوں نے تو پہلے ہی مسیح بھائیوں کو اتحاد کا پیغام دے رکھا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو ہم نبی تسلیم کرتے ہیں توریت اور انجیل کو ہم خدا کا کلام مانتے ہیں۔ خدا نے مسلمانوں کو اس قدر وسیع دل دیا ہے۔ کہ وہ اور تو اور جناب کرشن جی مہاراج اور حضرت رام چندر جی مہاراج کو بھی بزرگ کہتے ہیں۔ مگر آریہ سماج جو اس روش کا حامی نہیں۔ اس نے اس پیغام کو دلچسپی کی نگاہ سے نہیں دیکھا آریوں کو اس ہندوستان کی دھرتی پر رحم کرنا چاہیئے۔ اگر وہ ایک یا دوسری وجہ سے اتحاد کے حامی نہیں ہو سکتے۔ تو کم از کم دوسروں کے اتحاد کو تو اسے اگر ٹھنڈے دل سے نہیں تو خاموش دل سے برداشت کرنے کی نیک عادت اپنے میں پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

یہ فال مبارک ہے

مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار نے ۲۰ ہر جنوری کو گوجرانوالہ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"تمام فرقہ وارانہ سوالات کو چھوڑ کر مسلمانوں کو کلمہ توحید اور ارکان اسلامیہ کی تبلیغ کے لئے جمع ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ اس آنے والے فتنہ کا انسداد ہو سکے"!

اگر آج سے چند سال قبل یہ خیال مسلمانوں میں پیدا ہوتا تو آج یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ ۱۹۰۹ء میں خاکسار ایڈیٹر نور کو انجمن اسلامیہ بھرت پور ڈیگ نے اپنے سالانہ جلسوں پر لیکچر دینے کی دعوت دی تھی۔ اس وقت مجھے کسی حد تک راجپوتانہ کی سروے کرنے کا اتفاق ہوا تھا اور اسی وقت میں آریوں کی کوششوں کو مدنظر رکھ کر بھانپ گیا تھا۔ کہ اس علاقہ میں عنقریب کوئی زبردست ارتداد کا طوفان برپا ہونے والا ہے۔ چنانچہ وہاں سے واپس لوٹ کر ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۰ء میں میں نے اپنے اخبار میں کم از کم بیس مضامین اس آنے والے فتنہ سے آگاہ کرنے کے لئے نہایت وضاحت و صراحت سے حوالہ قلم کئے تھے۔ حتیٰ کہ بعض علاقوں اور گاؤں کے نام لکھ کر متنبہ کیا تھا۔ کہ یہ رقبہ سخت خطرہ میں ہے۔ مگر اس وقت مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اگر اس وقت مسلمان توجہ کرتے۔ تو آج ہمیں یہ منحوس وقت نہ دیکھنا پڑتا خیر اگر صبح کا بھولا شام کو آجائے تو اسکو بھولا نہ کہنا چاہیئے۔

اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے

آج کل مسلمانوں کا کیا کام رہ گیا ہے۔ صرف یہ کہ فلاں جگہ شدھی کا الاؤ اٹھا ہے۔ اسکو بجھانا چاہیئے وہاں شعلے بلند ہیں۔ ان کو سرد کرنا چاہیئے۔ اور وہ بھی بہت حد تک زبانی جمع خرچ۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں خود ہمت سے کام لینا چاہیئے۔

ہندوستان میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے اگر ہم توجہ کریں۔ اور پوری جدوجہد سے کام لیں تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسلامی نور سے منور ہونے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ اگر ہم مثل سابق سستی سے کام لیں گے۔ تو وہ وقت قریب ہے۔ کہ ہندوستان میں ہمارے لئے عرصہ حیات تنگ ہو جائے گا۔ اور پھر کف افسوس ملنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ابھی وقت ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے۔

پردہ سے دشمنی

آریہ اخبار کو پردہ سے کیا بلکہ ہر اسلامی شعار سے سخت دشمنی ہے۔ اور آئے دن کسی نہ کسی رنگ میں ان کے متعلق زہر اگلتے رہتے ہیں۔

چنانچہ ۱۲ر فروری کا پرکاش لکھتا ہے کہ:۔

"پردہ وحشیانہ رسم ہے" مگر پردہ کو وحشیانہ رسم کہنے سے قبل ایڈیٹر صاحب پرکاش کو ستیارتھ پرکاش ۳ سمولاس فقرہ ۴ سے یہ الفاظ اڑا دینا چاہئیں۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹ شالائیں ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلہ پر ہونی چاہئیں۔ اور جو معلمہ یا نوکر چاکر ہوں لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ہوں اور زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹ شالہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔ مطلب یہ کہ جب تک وہ برہم چاری یا برہم چارنی رہیں۔ تب تک عورت اور مرد باہمی دیدار ... سے الگ رہے"۔

کیا بدون پردہ کے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے ہے۔ اور پھر گھونگھٹ کیا ہے۔ پردہ کا منہ بولتا بھائی اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں میں گھونگھٹ کا رواج زیادہ ہے۔ لہذا ستیارتھ پرکاش کے اس حوالہ کے ساتھ پرکاش کو گھونگھٹ کے برخلاف بھی اپنا قلم اٹھانا ... چاہیے۔ اور جب آپ گھر کی اصلاح سے فارغ ہو جائیں۔ تو اس کے بعد دوسرے گھر کی فکر کریں۔

KHILAFAT LIBRARY

تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

گھر میاں منگتے باہر کھڑے درویش

پرکاش اپنے ۱۲ فروری کے انشو میں لکھتا ہے۔ کہ

"جب تک مسلمان بے کھٹکے ہندوؤں کا دھرم بگاڑنے میں لگے رہے۔ انہیں تبلیغ ایک فرشتہ آسمانی معلوم ہوتی تھی۔ جو ان کی جھولیاں گوہر مقصود سے بھرنے میں لگی رہتی تھی۔ لیکن جب اس تبلیغ مذہبی سے ہندوؤں نے بھی کام لینے کی ٹھانی۔ تو مسلمان بڑبڑا اٹھے"۔

نہیں نہیں مہاشہ صاحب آپ بے کھٹکے شدھی کا ڈھول پیٹئے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ آپ مسلمانوں کا دھرم بگاڑ کر انہیں اپنے لواحقین گھر جائداد قوم اور مذہب سے جدا کر کے آپ انہیں دیتے کیا ہیں۔ اس کے متعلق ذرا آپ اپنے "واجب الاحترام بھائیوں اور دیوتا سروپوں" کی رائیں ملاحظہ فرمالیں۔

لالہ شام لال ایڈووکیٹ لاہور ہائیکورٹ لکھتے ہیں کہ:۔

"ہندو سوسائٹی میں شدھ ہوئے لوگوں کو کوئی درجہ نہیں ملتا اور ان کو بہت سی دقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ سوسائٹی پورے طور پر ان کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ ان کو اپنے بال بچے کی شادیوں کے متعلق خاص دقتیں پیش آتی ہیں۔ اور بہت دفعہ انہی وجوہات سے ان کو مجبوراً دوسرے مذہب کی شرن لینی پڑتی ہے برخلاف اس کے مسلمانوں میں دیکھئے۔ اگر کوئی ہندو مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو وہ شیخ کہلاتا ہے۔ اور اگر چوہڑہ مسلمان ہو جائے۔ تو وہ نو مسلم کہلاتا ہے۔ سوسائٹی فوراً ہر دو کو قبول کر لیتی ہے۔ اور ان کو اپنی ذات خاص یا اپنے بال بچوں کی شادی بیاہ میں کوئی دقت پیش نہیں آتی"!

(ملاپ ۲۲ر جنوری ۲۷ء)

آپ کے دیوتا سروپ بھائی پرمانند بھی وقتاً فوقتاً یہی رونا روتے ہیں چند روز ہوئے آپ نے لاہور میں شردھانند میموریل فنڈ کی اپیل کرتے ہوئے فرمایا:۔

"صرف فنڈ سے ہی کام چلنا مشکل ہے۔ اس کے لئے ہندوؤں میں جذب کرنے کا مادہ بھی پیدا ہونا چاہیئے اس وقت ہندوؤں میں بہت تھوڑے گھرانے ہیں۔ جو ایک شدھ شدہ عورت کو یا مرد کو پناہ دے سکیں۔ برعکس اس کے مسلمان کوئی بھی دھرم یا غیر مسلم کو جو اسلام میں داخل ہونا چاہے۔ خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ یہی دقت ملکانوں کی شدھی کے وقت بھی پیدا ہوئی تھی۔ کہ باوجود روپیہ خرچ کرنے کے بھی اس قدر کامیابی نہ ہوئی"۔

(بندے ماترم ۱۹ جنوری)

کیا اس پر ہماری کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت ہے وہ سوسائٹی جو کسی کو اپنی قوم اپنے کنبہ اپنے گھر سے جدا کرنے کے لئے بڑی دلیر ہو۔ مگر خود اس کے جذب کرنے سے قاصر ہو۔ اور اسے دربدر خاک بسر ہونے کی حالت میں چھوڑے۔ کیا اس قوم کو بھی یہ حوصلہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوسروں کا منہ چڑائے۔ اگر مسلمان کسی کو مسلمان بناتے ہیں تو انہیں اپنی سوسائٹی میں نہایت اعلیٰ جگہ دیتے ہیں۔ انہیں اپنا بھائی اور گوشت کا پوست سمجھتے ہیں۔ نہ کہ آریوں کی طرح کہ ... گاڑی کا ٹکٹ تو دیدیا جائے۔ مگر مسافر کے لئے کوئی درجہ مقرر نہ کیا جائے۔ اور وہ بیچارہ پڑا پلیٹ فارم پر ہی دھکے کھاتا رہے۔ اور کوئی گاڑی میں اس کو سوار نہ ہونے دے۔ واہ واہ کیسی رواداری ہے۔

کیا سوامی شردھانند شہید ہیں

روزنامہ "ریاست" مورخہ ۱۸ر جنوری میں رائے بہادر سردار سنت سنگھ امرتسر کی ایک چٹھی شایع ہوئی ہے۔ جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"سوامی شردھانند کی حیات کا اختتام جس طرح ہوا ہے وہ ایک نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ ایک بیمار اور کمزور کو اس طرح بیرحمی سے قتل کر ڈالنا ایک نہایت وحشیانہ حرکت ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے عوام الناس کو انصاف کا خیال رکھنا واجب ہے مثلاً یہ کہنا کہ سوامی جی شہید ہوئے ہیں۔ یہ ایک صریح غلط اظہار ہے۔ افسوس کہ لوگ شہادت کے مسئلہ کو نہیں سمجھتے۔ شہادت تو وہ ہوتی ہے۔ جب کوئی خدا کی راہ میں پرچار کے واسطے لڑتا ہوا پیٹھ نہ دکھائے بلکہ لڑتا ہوا قتل ہو جائے۔ لیکن یہاں معاملہ دگرگوں ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ اہل اسلام وحدہ لاشریک کو مانتے ہیں۔ جو تعداد کروڑوں تک ہے۔ تو ایک ایسے شخص کو جو خداوند کریم کو وحدہ لاشریک مانتا ہے۔ اس کو ایک مبارک عقیدہ سے گرا کر ایک ایسے عمیق سمندر میں دھکا دینا جس کا کوئی حد کنارہ نہیں ہے۔ یعنی بت پرست بنا دینا کس طرح کار ثواب ہو سکتا ہے۔ خود عام نقطہ خیال سے بھی یہ قابل حقارت ہے۔

جو لوگ سوامی شردھانند کو "شہید" کہنے اور لکھنے پر مصر ہیں انہیں بھی سردار صاحب موصوف نے ان الفاظ میں چیلنج کیا ہے:۔

کوئی شخص جو اس بارے میں بحث کرنا چاہے۔ وہ میرے ساتھ کر سکتا ہے"۔

کیا کوئی آریہ سردار صاحب موصوف سے بحث کرنیکے لئے میدان میں آئے گا؟ ہرگز نہیں کیونکہ سوامی صاحب موصوف کی شہادت کو خود آریہ بھی بہتر سمجھتے ہیں"۔

متعصب غیر مسلموں کے خیالات

آریہ اخبار پرکاش نے ۲۶ دسمبر کے اشاعت میں جو لکھا تھا اس کی تلخیص یہ ہے۔ کہ تازہ مقتول آریہ لیڈر کے متعلق ہم سازشیوں کو ذمہ دار نہیں ٹھیراتے۔ اصل ذمہ دار اسلام کی تعلیم ہے مسلمانوں کی ہمدردی اگر مصنوعی نہیں۔ تو وہ ایسی تعلیم کو مٹانے میں آریہ سماج کی امداد کریں"۔

جگت گورو شنکراچاریہ نے کہا۔ کہ اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے کمر کس کر تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ کافروں کو قتل کرنا اس کی تعلیم ہے"۔

آریہ ویر ۲۵ جنوری ۲۷ء مرقوم ہے "سوامی شردہانند کا خون نہیں ہوا۔ بلکہ خود اسلام کا خون ہو گیا ہے۔ اور اس کا سہرا آریہ جرنیل سوامی شردہانند جی کے سر ہے۔۔۔ آریہ سماج کی زندگی کا راز بھی ایک "خون" ہے۔ ہندو اب ایسے اسلام کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتے"۔

پرتاب لاہور لکھتا ہے:۔ کہ گوہاٹی کانگرس نے اس واقعہ کو فرقہ وارانہ بنانے کی مخالفت کی ہے۔ لیکن اس کو ہندو مان نہیں سکتے ہندو سومنات کے مشہور غارتگروں (مسلمانوں) سے مسلسل طور پر بازی پر بازی ہارتے رہے ہیں۔ ان کی زندگی گھاٹے کا سودا رہی ہے مسلسل واقعات شاہد ہیں۔ کہ مسلمانوں نے اس سرزمین کے باشندوں پر وحشیانہ مظالم توڑے ہیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ اسلامی بہشت حاصل کرنے کے لئے اس قسم کے کتنے حملے کئے جائیں گے۔ آئندہ ہندوؤں کو نرے انسان ہی نہ بنے رہنا چاہیئے"۔

ڈاکٹر مونجے کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے ہمیشہ سے یا محمود غزنوی کے حملے کے وقت سے ہندوستان بھر کو کلی طور پر مسلمان بنانے کی کوشش کی اور گورونانک کے مصالحانہ رویے کے باوجود گورو گوبند سنگھ کو اسلام نے لڑنے پر مجبور کر دیا"۔

گاندھی جی کہتے ہیں مسلمانوں میں خنجر اور پستول کیلئے بہت آمادگی پائی جاتی ہے۔ اسلام ایسے ماحول میں پیدا ہوا تھا جسکی فیصلہ کن طاقت پہلی بھی تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے"۔

۹ جنوری کو دہلی کے اک عام جلسہ میں کنور سکھ لال جی نے کہا "اس قتل نے ثابت کر دیا کہ اسلام عقل اور سچائی سے ہندو دھرم کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہماری جنگ کا مقصد مسلمانوں کو مٹانا نہیں بلکہ ان کی مذہبی تعلیم کو نیست و نابود کرنا ہے۔

غیر متعصب غیر مسلموں کے خیالات

KHILAFAT LIBRARY

اب ہم اسلام کی سچی اور پاکیزہ تعلیم (قرآن حکیم) کے متعلق مسیحی دنیا کے چند محققین کی رائیں درج کرتے ہیں۔ تاکہ ارباب بصیرت پر حقیقت حال منکشف ہو جائے۔ غور سے ملاحظہ فرمایئے۔

فرانس کا ایک نامور مصنف ڈاکٹر مورس لکھتا ہے: "قرآن اپنی تعلیم کے خوبیوں کے لحاظ سے تمام دنیا کی مذہبی کتابوں سے افضل ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں۔ کہ قدرت کی ازلی عنایت نے جو کتابیں دیں ان سب میں قرآن بہترین کتاب ہے"۔

ڈاکٹر مارسیس لکھتے ہیں "کہ قرآن نے دنیا پر وہ اثر ڈالا جس سے بہتر ممکن نہ تھا"۔ (دیکھو تنقید الکلام مصنفہ سید امیر علی)

ڈاکٹر اسٹین گاس اپنی ڈکشنری میں رقمطراز ہیں: "قرآن کی خاص خوبی اس کی ہمہ گیر صداقت میں مضمر ہے"۔

جارج سیل مشہور مترجم قرآن لکھتے ہیں کہ "قرآن جیسی معجزانہ کتاب انسانی قلم نہیں لکھ سکتا۔ یہ وہ مستقل معجزہ ہے جو مردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ سے بلند تر ہے"۔

ریورنڈ آر میکسیکول کنگ نے ۱۹۱۵ء میں اسلام پر ایک تقریر کرتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ مذہب اسلام کی بنا جمہوریت پر ہے۔ وہ تمام بنی نوع بشر کو برابر سمجھتا ہے"۔

پادری والرسین بی۔ ڈی نے پیٹسبرگ کے گرجے میں امن عام کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کا مذہب جو قرآن کا مذہب ہے "ایک امن اور سلامتی کا مذہب ہے"۔

گاڈفری ہگنس لکھتا ہے کہ قرآن کمزوروں اور غریبوں کا غمخوار ہے۔ ناانصافی کی جابجا سخت مذمت کرتا ہے"۔

ڈاکٹر کینن آئزک ٹیلر نے کلیسائے انگلستان کی صدر نشین کی حیثیت سے ۱۸۸۷ء میں ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے۔ جو تہذیب و تمدن کا علمبردار ہے"۔

لنڈن کا مشہور ہفتہ وار اخبار "نیر ایسٹ" لکھتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم و ارشاد (قرآن) کی قدر و قیمت اور عظمت و فضیلت کو اگر ہم تسلیم نہ کریں۔ تو ہم فی الحقیقت عقل و دانش سے بیگانہ ہیں۔

مندرجہ بالا رائیں کسی مسلمان کی نہیں۔ بلکہ ان مسیحی محققین کی زبان اور قلم سے نکلی ہیں جنہیں اسلام سے کوئی عقیدت نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الا

جہاد فی الاسلام

(از قلم جناب مولانا عبد الکریم خان صاحب میرٹھی)

نمبر ۳

درونا چارج اور ارجن کی تیر کمان کرشن جی کی چکر رام چند رجی کا ترسول رستم کا گرز گاؤ سر افراسیاب کی کمند عدو بند داؤد علیہ السلام کی زرہ وغیرہ آلات حرب اگر نیم تاریخی زمانہ کی چیزیں ہیں۔ تو سکندر کی زرہ بکتر و مغفر بہرام چوبیں کا نیزہ خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار ہرقل کی خود پرتھی راج کا کھانڈا کھاند مکھ رائے کی سپر اور قطب الدین ایبک کا تیر وغیرہ آلات جنگ تاریخی زمانہ کے سامان ہیں۔ اور ہمارے زمانہ کی بندوقوں توپوں اور ہوائی جہازوں، آبدوز کشتیوں، تارپیڈوں، آہن پوش جہازوں، قلعوں، دمدموں، خندقی مورچوں وغیرہ سے تو کون ہے۔ جو واقف نہیں۔

اسی طرح مہابھارت کی لڑائی میں کرشن جی کا ارجن کو اپنے عزیزوں رشتہ داروں، دوستوں، اور بزرگوں تک کے قتل کرنے پر بااصرار آمادہ کرنا۔ کیخسرو کا افراسیاب اور تورانیوں کا تلوار کے گھاٹ اتارنا۔ گشتاسب کا ہندیوں کو اور اسفندیار کا زابلیوں کو پامال کرنا۔ کیانیوں کا بابل اور یونان کو مصریوں کا فلسطین و شام کو تہ تیغ کرنا۔ شمالی افریقہ کا جنوبی اٹلی کو خاک سیاہ بنا دینا۔ اور مغلوں کا چینیوں کے خون کی نہریں بہا دینا۔ اگر نیم تاریخی زمانہ کے واقعات ہیں تو یرموک، انگورہ، پانی پت، واٹرلو وغیرہ ہزارہا تاریخی زمانہ کی تماشاگاہیں ہیں۔ اور ٹرانسوال پورٹ ارتھر ڑیوی ایڈریانوپل، انٹورپ، گلشیا، ڈاٹ ٹیلز شمالی فرانس بلجیم، بغداد، فلسطین، شام وغیرہ ہمارے زمانہ کی یادگاریں ہیں"۔

کہتے ہیں کہ موجودہ زمانہ تاریخ عالم میں سب سے زیادہ مہذب زمانہ ہے لیکن یہ امر یقینی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے ہولناک محاربہ عظمیٰ سے بڑھ کر آج تک کوئی خونریز اور بربادکن جنگ کبھی نہیں ہوئی۔

KHILAFAT LIBRARY

پس تلوار کے مناسب استعمال کو کسی قوم کے لئے جرم قرار دینا سراسر ابلہی اور بے وقوفی کی بات ہے"! ہاں صرف اس قدر دیکھنا ضروری ہے۔ کہ تلوار بے موقع استعمال ہوئی ہے یا باموقع"!

کیونکہ یہ مسلمہ کلیہ ہے۔ جس طرح تلوار کا ظالمانہ طریقہ پر استعمال کرنا ایک جرم ہے۔ اسی طرح ظالموں کو ظلم سے روکنے کے لئے استعمال نہ کرنا بھی ایک جرم ہے۔

چنانچہ تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ شام کے ہر شہر و قریہ کو ظالموں سے پاک کرنے کے لئے قدم قدم پر حضرت یوشع بن نون کو خون بہانا۔ اور تلوار کو استعمال کرنا پڑا"!

"زردشت نے جس مذہب کی بنیاد رکھی۔ شروع ہی سے تلوار کی نوک اور برچھی کی انی سے پھیلا دیا۔ گشتاسپ کے ساتھ رستم نے بھی دوسروں کو زبردستی دین زردشتی میں شامل کیا شہزادہ اسفندیار نے پنجاب و کشمیر میں ان لوگوں کے سروں کو جنہوں نے آتش پرستی سے انکار کیا۔ اپنے گرز گراں سے چور چور کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔ جہاں جہاں تک شاہی تلوار کی آنچ پہنچ سکتی تھی۔ وہیں وہیں تک آتش خانے گرم تھے"!

"آریوں نے غیر آریوں کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ اور غیر آریہ جو بچ سکے۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے سرسبز میدانوں شاداب وادیوں کو چھوڑ کر جنگلیوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں پناہ لینے کے لئے مجبور ہوئے بدھ مذہب کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ وہ جلا وطن ہونے پر مجبور کئے گئے۔ آج اس عظیم الشان مذہب کا کوئی پیرو ہندوستان میں نظر نہیں آتا۔ حالانکہ چین و جاپان برما سیام وغیرہ میں ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ جلا وطنی کے وہ نظارے کیسے عظیم الشان ہوں گے۔ جب شنکر اچارج کے حامی راجاؤں کی افواج نے اس ملک کو بدھوں سے پاک کر رہی تھیں۔

جب تک رومن امپائر کے مشرقی حصہ کا فرمانروا عیسائیت کا حامی نہ بنا۔ اور یونانی رومی دیوتاؤں کے پرستاروں کو نیچا نہ دکھلا گیا . . . .

اشاعت نہ ہو سکی۔ عیسائیت شاہی علم کے نیچے راستہ طے کرتی ہوئی۔ مصر، یونان، اٹلی وغیرہ میں پہنچی۔ یورپ کے وسطی اور شمالی ملکوں میں بھی عیسائیت کی اشاعت کے لئے یہی طریقے استعمال کئے گئے

پس تاریخ کی روشنی میں ہم صحیح طور پر کہہ سکتے" ہیں۔

"این گناہ است کہ در شہر شما نیز کنند"

نہیں بلکہ بروئے انصاف ہمارے دوستوں کو اعتراف کرنا چاہیئے۔

"میں الزام ان کو دیتا تھا پر قصور اپنا نکل آیا"

(۵)

تمام دنیا کا مسلمہ کلیہ ہے۔ حب الوطنی وہ صفت ہے جو اعلیٰ جذبات و شریفانہ خیالات سے معمور ہے۔ وہ کون شخص ہے۔ جو آرنلڈ وان ونکلیرید کی اس بہادری کی جو اس نے سمپاک میں ظاہر کی اور بروس کی اس جوانمردی کی جو اس نے بنک برن میں دکھلائی تعریف نہیں کرتا۔ ان کے یہ کارنامے شریفانہ تھے ان کی مثال کے ذرے خیال ہی نے ان کے ابنائے وطن میں علو ہمتی کی روح پھونک دی۔ انہوں نے اپنے بعد فرض کا ایک ایسا خیال چھوڑا جو کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔

مروجہ عالم نفع خلائق کے مقابلہ میں بھی حب الوطنی کسی طرح کم نہیں۔ وہ شخص جس کا دل وطن اور آبائی ملک کے تعلقات سے وابستہ ہے۔ اس میں زیادہ صاف باطنی ہے زیادہ پرجوش ہمدردی ہے۔ زیادہ جانفشانی کا مادہ ہے بہ نسبت اس شخص کے جس کے خیالات اپنے ہی نفس تک محدود ہیں"!

غرض حب الوطنی نہایت اعلیٰ صفت ہے۔ اور اس صفت کا بہترین نہیں تو بنیادی مظہر سپاہیانہ زندگی ہے۔

"سادہ دلیری، متحمل بردباری، نیک فہمی، چپ چاپ مصیبت اور تکلیف کی برداشت یہ چیزیں ہیں۔ کہ کوئی قوم اپنے عام سپاہی سے بڑھ کر میدان جنگ میں نہیں دکھلا سکتی۔ لوگ جو چاہیں کہیں۔ وہ شخص جو اپنا وقت اپنی طاقت اگر ضرورت ہو تو اپنی جان دیتا ہے۔ اپنے واسطے نہیں۔ بلکہ اپنے ملک کے واسطے اس شخص سے بڑھ کر ہے۔ جس کے سب کام صرف اپنے لئے ہیں"!

سپاہیانہ زندگی ہمیشہ شریفانہ سمجھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رزمیہ داستانوں اور بہادروں کو خاص احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ "تمام ممالک میں جنگ کے وہ زمانے تھے۔ جن میں امن کے قواعد کو نہایت ترقی تھی۔ جہاں علمی ذہانت کا نور نہایت ہی وفور سے پھیلا ہوا تھا"!

یونان قدیم میں سقراط ایکلیس، زنوفن وغیرہ ایسے اشخاص تھے۔ جو اپنے ملک کی خاطر لڑائیاں لڑتے پھر اس ملک کے علم و ادب پر عزت و حرمت کا تاج رکھا۔ یہی حال رومۃ الکبریٰ میں تھا۔ جب اس کے اقبال اور شادمانی کا آفتاب نصف النہار پر تھا"!

"یہ امر نہایت تعجب خیز ہے کہ ہم اس قدر مشہور و معروف آدمیوں کو دیکھتے ہیں۔ جو کہ شاعر، مصنف، اور عالم تھے۔ مگر انہوں نے سپاہیانہ زندگی بسر کی۔ بحری اور بری لڑائیاں فتح کیں۔ ڈینٹی، چاسر، جارج بوکنین، بن جانسن سر فلپ سڈنی، سیمیل کالرج، ولیم کابٹ! یہ نامور علماء سب سپاہی تھے، مشہور ہوریس شاعر بھی جوانی میں سپاہی تھا"!

سپین کے علمی زمانہ میں بھی اس کے تمام شاعر اور بڑے بڑے مصنف سپاہی تھے۔ جو اپنے ملک میں اور غیر ملک میں بحری بری لڑائیاں لڑتے مشہور سروینٹس "سپاہی تھا فرانس میں بھی ایسے سپاہی گذرے ہیں۔ جو اپنی عالمانہ زندگی کے واسطے مشہور تھے"!

محب وطن نبرد آزماؤں کو ہمیشہ انتہائی عزت و عظمت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ زمانہ حال میں "حب الوطنی شرافت سپہگری سب واشنگٹن کی زندگی میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ اٹھارویں صدی میں یہ شخص سب سے بڑھ کر باعظمت گذرا ہے۔ یہ وہ واشنگٹن تھا۔ جس نے اپنے ملک کو آزاد کیا۔ اور اس کا رہبر بنا"!

"ہم ڈیوک آف ولنگٹن کو بھی فراموش نہیں کر سکتے ولنگٹن سب سے بڑھ کر باعظمت تھا۔ کیونکہ یہ زمانہ حال میں سب سے بڑھ کر راست باز تھا۔ یہ ان تمام شخصوں سے بڑھ کر دانا وفادار تھا۔ جنہوں نے سلطنت برطانیہ کی خدمت کی"! (ڈاکٹر سمائلز)

الحاصل جنگ کی ہر صورت ہرگز مکروہ اور قابل نفریں نہیں ہے۔ بلکہ اٹلی کے نامور مصلح میزینی کے خیال میں تو "وحشی اقوام کے حملے جو وقتاً فوقتاً موجودہ تہذیب مٹانے کی دھمکی دیتے رہے ہیں۔ ان کا نتیجہ ایک نئی تہذیب ہوتا ہے

جو پہلی تہذیب پر بہت ترجیح رکھتی ہے۔ اور زیادہ دور تک پہیلی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ شخصی جور و تعدی بھی انجام کار ایک زیادہ سریع الرفتار اور زیادہ مستحکم ولولہ آزادی کے پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے"۔

غرض کم از کم اپنے وطن کی حمایت و حفاظت میں جو جنگ کی جائے۔ اس کے ضروری و مقدس ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ نہ کبھی ہوا ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ جنہوں نے اپنے ملک کی خاطر لڑائی کی ہے۔ ان کو ہمیشہ عزت و عظمت سے یاد کیا گیا ہے۔ الیڈ اور شاہنامہ محض قصے کہانیاں نہیں ہیں، بلکہ رامائن اور مہابھارت جیسی تقدیس رکھتی ہیں۔ اگر یورپ اور امریکہ ولنگٹن اور واشنگٹن کو نہیں بھول سکتے۔ تو ہندوستان بکرماجیت کو کب بھول سکتا ہے۔ جب تک یہ دنیا قایم ہے۔ سری رام چندر جی اور سری کرشن جی کے کارنامے مٹ نہیں سکتے۔ نہ حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر نبی کی جاں فشانیاں اور حضرت داؤد کی جنگی سرگرمیاں فراموش ہو سکتی ہیں۔

آمدم بر سر مطلب

(۶)

کل تاریخ عالم قدیم و جدید خواہ مذہبی ہو یا سیاسی اس امر کی ببانگ دہل آواز دیتی ہے۔ کہ دنیا کبھی تلوار سے مستغنی نہیں ہوئی۔ اسرائیلی اور ہندی ہادیان دین نے تلوار چلائی۔ خود شاہزادہ سلامتی نے بھی تلوار اور آگ کے متعلق جو کچھ فرمایا۔ وہ انجیل مقدس میں موجود ہے۔ . . . . . امر واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ وہ اسرائیلی قوانین پر چلتے تھے۔ اور وہ قانون تلوار کو جائز قرار دیتا ہے۔ جو انبیاء بنی اسرائیل جنگ کرتے رہے انہوں نے بیشک پطرس کو ایک موقع پر تلوار چلانے سے روکا لیکن وہ تو انہوں نے بڑی عقلمندی کی۔ آپ کے ساتھی اس وقت بہت تھوڑے تھے۔ اور دشمن کثرت سے تھے تلوار کو چلانا گویا اپنی موت کو آپ بلانا تھا۔ حق تو یہ ہے۔ کہ جناب مسیح کو موقعہ مساعد نہیں ملا۔ علاوہ ازیں جو مسیح علیہ خود نہ کر سکے۔ وہ ان کے ساتھیوں نے کر دکھایا۔ آج نہیں ایک مدت دراز سے عیسائی دنیا کے بہترین دماغ ان کا وقت اسی کا رونا ہے جس کا سوچ بچار . . . . . . میں

لگا ہوا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ . . . . .

. . . .

KHILAFAT LIBRARY

. . . .

بہرحال یہ مسلم ہے۔ کہ محض ہمدردی انسانی بعض اوقات تلوار کا استعمال چاہتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ بے کس مخلوق پر ظالم ظلم کریں۔ اور دوسرے ان کا تماشہ دیکھیں یا جائز اور مناسب حدود میں آزادی ضمیر میں فرق آئے۔ اور ظلموں کو نہ روکا جائے۔ دنیا کی زندگی میں ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جب ہتھیاروں کو استعمال کرنا ہی پڑتا ہے لیکن دنیا نے بعض اوقات ہتھیاروں کی بد استعمالی بھی کی ہے۔ اور یہ خدا کے نبی اور مرسل کا کام تھا۔ کہ وہ دنیا کو تلوار کا صحیح استعمال سکھلائے۔ آپ ہی کے طفیل دنیا نے سب سے اول تلوار کا صحیح استعمال سیکھا۔

جناب مسیح جو زبانی فرماتے تھے . . . .

مگر پیغمبر اسلام ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آنحضرت کی تمام لڑائیاں سب کی سب اقدامی نہیں۔ "تلوار انکی چلی ضرور چلی۔ مگر مجبوری چلی"۔ اور صرف ان پر چلی جنہوں نے اسلام کو بیخ و بن سے تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہر چند کوشش کی گئی۔ کہ آزادی اور امن نصیب ہو۔ مگر مخالفین نے اسلام کے استیصال کا تہیہ کر لیا۔ اور محافظت ذاتی کے لئے تلوار پکڑنے کے لئے بالکل مجبور ولاچار کر دیا۔

"دیگر انبیاء نے ان مواقع پر تلوار چلائی۔ جن کی صحت یا جوازت کا قایم کرنا شبہ سے خالی نہیں لیکن آپ نے تلوار اسی وقت اٹھائی جب صداقت و صیانت کے تقاضہ نے مجبور اور بے بس کر دیا"۔

(۷)

مکی زندگی کی تلخی کا ہر موافق و مخالف کو اعتراف و استعجاب ہے۔ تیرہ برس تک آنحضرت سے وہ وہ درد انگیز سلوک ہوئے۔ جو دنیا میں کسی شخص کے ساتھ نہ ہوئے ہونگے استہزا و تضحیک، انتہائی ایذا اور تکلیف سے آپ پر زمین باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہو گئی۔ وہ تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں وہ اذیتیں دی گئیں۔ جن کی یاد سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں شاعر، ساحر، کذاب، مفتری، مجنون، طرح طرح کے برے برے القاب سے یاد کیا گیا۔ بجائے محمد

ہے کہ مذمم نام رکھا گیا۔ آپ کے قید اور قتل کرنے کی کمیٹیاں کی گئیں۔ غار ثور میں چھپ کر مفرور ہونے کے لئے مجبور ہوئے۔ وطن سے بے وطن کیا گیا تب بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا۔ بہرحال کی تنقید

کثرت ازدواج اور طلاق

(از قلم جناب خانبہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اگر ہم کشادہ چشمی سے مشاہدہ کریں گے۔ تو پتہ لگ جائیگا کہ کوئی قوم لغزش سے خالی نہیں۔ اور ہر قوم میں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

جن قوموں میں طلاق اور کثرت ازدواج کی اجازت نہیں ہے۔ ان میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں یہ دونوں صورتیں ایک حد تک پائی جاتی ہیں۔ گو لوگ ان دونوں سے انکار کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی عمل بھی کئے جاتے ہیں۔ چونکہ کشادہ چشمی سے مشاہدہ نہیں کرتے ہیں۔ اس واسطے باب اعتراض بند نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اصلیت کا ان لوگوں کو اصلاً علم نہیں ہے۔ جن پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جس شخص کی بیوی تین سال سے خفا ہو کر گھر سے باہر چلی گئی ہے۔ اور جن کی آمد و رفت ہر طرح سے بند ہے۔ اور جنہیں زندگی میں پھر ملنے جلنے کی امید نہیں ہے۔ وہ بھی مجلس میں اور اخباروں میں پھر لکھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ طلاق ایک بری رسم ہے۔ جو شخص ناجائز طریقہ سے دل خوش کرتا ہے۔ اور بیوی سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کثرت ازدواج ایک بہت ہی خراب رسم ہے۔ اگر ایسے لوگ خود اپنا ہی مشاہدہ کرتے۔ اور سوچتے کہ کس فریب و مغالطہ میں گرفتار ہیں۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ نکتہ چین ہونا اگرچہ آسان ہے۔ لیکن نکتہ چینی کے مطابق اپنے تئیں دکھانا نہایت مشکل ہے۔ ایسے لوگوں سے اگر سوال کیا جائے تو وہ نہایت بیدار الفاظ میں مجبوریاں جتلاتے ہیں اور اپنے افعال کے مستحسن ثابت کرنے میں دور دراز کے قصے کہانیاں پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ انکا یہ طریق عمل احقاق حق کے صریح خلاف ہے

چارہ جوئی بصورت انفساخ معاہدہ

خواہ کوئی سی صورت ہو یعنی روحانی معاہدہ ہو یا معاشرتی دونوں صورتوں میں وہ ٹوٹ سکتا ہے۔ اور روز مرہ ایسے معاہدات ٹوٹتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ معاہدہ کے شرائط

میں عمداً کوئی خرابی اور انحراف پیدا ہو۔ جب ایک فریق مر جاتا ہے تو اس صورت میں ہی ایسا معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جو لوگ روحانی معاہدہ کے معترف ہیں۔ ان میں بھی یہی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہندوؤں میں اگرچہ خلاف اور مذاہب کے یہ معاہدہ بجائے سول معاہدہ کے نکاح وعقد کسی حد تک روحانی معاہدہ قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ان کے بعض فرقوں میں بھی جب بیوگان کے نکاح ثانی پر زور دیا جاتا ہے۔ تو معاہدہ مستقل نہیں رہتا۔ کیونکہ عقد بیوہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔ اگر معاہدہ ٹوٹا نہ ہو تو نکاح بیوگان جائز نہیں ہوگا کیونکہ معاہدہ پر معاہدہ نہیں ہو سکتا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ قطع نظر اور امور کے عقد و نکاح کا معاہدہ زندگی تک ہوتا ہے۔ زندگی کے بعد ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ معاہدہ نکاح کے روحانی ہونے کی صورت میں نکاح بیوگان یا رنڈوے مردوں کے نکاح ثانی کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب بہ حیات پہلی بیوی کے دوسرا نکاح کرے۔ تو پہلا معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے۔ معاہدہ نکاح کے زندگی میں ٹوٹ جانے کے بواعث ہمیشہ جداگانہ ہوتے ہیں۔ ان کی کیفیت اور جنگجوئی ہمیشہ فریقین کے اپنے حالات کے مطابق ہوتی ہے۔ جس طرح معاہدہ کے شرائط جداگانہ ہوتے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم اس معاہدہ کے بواعث شکست پر بحث کریں۔ یہ دیکھنا ہے کہ آیا معاہدہ شکست بھی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں ہم میں سے بعض کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ یہ عقیدہ قابل انفساخ نہیں ہے۔ دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ یہ معاہدہ ممکن الانفساخ ہے لیکن اس کے انفساخ میں پوری پوری توجیہ ہونی چاہئے تیسرا گروہ یہ کہتا ہے۔ کہ جب کوئی معاہدہ توڑنے کے قابل ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ضرورت پر اس کو توڑ نہ دیا جائے۔

ان سب اقوال اور اجتہادات میں سے درمیانہ قول واجب العمل ہے۔ نہ تو پہلے قول پر عمل ہو سکتا ہے اور دوسرے مقال پر عمل کرنے سے تمدنی خوبیاں باقی رہتی ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ معاہدہ عقد و نکاح روحانی ہونے کی وجہ سے شکست نہیں ہو سکتا ہے۔ تو یہ ایک ایسا قول ہے۔ کہ جس کے خلاف ہر ایک قوم میں صدہا نظیریں

روزمرہ کے پیش کرتی ہیں۔ عیسائیوں کو یہ دعویٰ ہے کہ ان میں طلاق سوائے ایک خاص قصور کے واقعہ نہیں ہو سکتی لیکن یہ "سپاریٹ" کیا ہے۔ اگر یہ طلاق معلق نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ برسوں بیوی اور شوہر ملتے تک نہیں۔ ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنے کے روادار نہیں اور پھر کہا جاتا ہے۔ کہ یہ طلاق نہیں۔ تجربہ کہہ رہا ہے۔ کہ صرف امریکہ کے ملک ہی میں ہفتہ وار صدہا طلاق ہوتی ہیں۔ اور دن بدن اس کا زور ہے۔ دوسرے ممالک یورپ میں گو بظاہر طلاق کا زور نہ ہو۔ مگر صدہا مرد اور عورتیں سالوں سے جداگانہ زندگی بسر کرتی ہیں۔ جو کہ طلاق سے بدتر حالت ہے۔ سال ۱۴ء میں مجھے لنڈن میں رہنے کا موقعہ ملا۔ رسوم طلاق میں تخفیف کی وجہ سے (۳) ہفتہ کے اندر عدالتوں میں (۱۳) ہزار درخواستیں طلاق کی گذری تھیں۔ بس یہ قیاس کر لو کہ دنیا طلاق کی ضرورت کا احساس کہاں تک کر رہی ہے۔ اس قدر تو مسلمانوں میں بھی نہیں۔

اسی طرح دوسری قوموں میں اور دوسرے مذاہب میں بھی روزمرہ کے ایسے واقعات کا پتہ ملتا رہتا ہے۔ دوسری قوموں میں ہی نہیں۔ خود مسلمانوں میں بھی اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات کا وقوع دو طرح سے ہوتا ہے۔

(الف) باضابطہ

(ب) بے ضابطہ

باضابطہ انفساخ معاہدات ہے۔ کہ جب تک ایک مرد یا عورت ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ اور پھر دونوں کا مدت العمر تک ملاپ نہیں ہوتا۔ اور بجائے خود دونوں آزاد ہو جاتے ہیں۔

بے ضابطہ وہ ہے۔ کہ مرد و عورت ایک دوسرے سے جدا رہتے ہیں۔ اور ان کے باہم کوئی رشتہ رفاقت محبت الفت اور آمدورفت باقی نہیں۔ مگر باضابطہ علیحدگی کا عمل نہیں ہوتا یہ پچھلی صورت ہر ایک قدم میں بعض دفعہ طلاق سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ہر شہر اور علاقہ میں ایسی نظیریں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ ایک پنجابی کہاوت ہے

"نہ ڈر ایک نکاح" (باقی آئندہ)

اسلام کی اخلاقی فتح

KHILAFAT LIBRARY

باوجود اس کے کہ ہندوستان کے اس سرے سے لیکر تمام عالم اسلامی اور مسلم لیڈروں نے شردھانند کے قاتل کے ظالمانہ فعل پر انتہائی ملامت و نفرت کا سچے دل سے اظہار کیا ہے۔ اور اسلام کی صلح آمیز اور امن پسند تعلیم کے خلاف اس فعل کو قرار دیا ہے۔ پھر بھی ہندو اخبارات اسلام پر اخلاق سے گرے ہوئے حملے کر رہے ہیں۔ اور برابر لکھے جا رہے ہیں۔ کہ یہ اسلام کی جنگجویانہ تعلیم کا نتیجہ و اثر ہے۔ تعجب تو یہ ہے۔ کہ لالہ لاجپت رائے اور پنڈت مدن موہن مالوی کی نصیحت کے باوجود آریہ اخبارات کی روش اشتعال انگیز اور دل آزار ہے۔ اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام کی شان اقدس میں برابر دریدہ دہنی کر رہے ہیں چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے چند فقرات ملاحظہ ہوں۔

"پنڈت لیکھرام جی کے متعلق یہ لکھ کر کہ ان کے قاتل کا پتہ نہیں ملا۔ اسلام سے ان کے قتل کا بدنما دھبہ دور نہیں ہو سکتا"

"سوامی شردھانند جی کا خون کر کے بھی اسلام کی جہادی تلوار کی پیاس نہیں بجھی"!

"شردھانند جی کی شہادت اسلام پر ایسا کلنک ہے جسے دنیا بھر کے مسلمان دامن اسلام سے تا قیامت دھو نہیں سکتے"۔

"آریہ ہندو جاتی میں جو جاگرتی اس شہادت سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کا مقابلہ اسلام کی تمام طاقتیں نہ کر سکیں گی۔ لیکن اگر اس پر اکتفا نہ کر کے اسلام کے وحشی پن اور درندگی کے اور نمونے شہادتوں کی صورت میں دکھلانے کی کوشش کی گئی تو یاد رکھیں ......"

"اگر نگاہ حقیقت سے دیکھا جائے۔ تو سوامی شردھانند کا خون نہیں بلکہ اسلام کا خون ہوا ہے"۔

"آریہ جرنیل سوامی شردھانند نے اپنی شاندار شہادت سے اسلام کا خون کر دیا ہے"۔

"اب وہ وقت دور نہیں سمجھنا چاہئے۔ جبکہ یہ اسلام ہمیشہ کے لئے سرزمین ہند سے غائب ہو جائیگا"!

"اگر ہندوستان میں شانتی اور اتحاد کی فضا دیکھنے کے خواہاں ہو تو سب سے پہلے آپکا یہ فرض ہوگا۔ کہ ایسے اسلام

کو ہمیشہ کے لئے گنگا جی کے سپرد کر دو"!

"جو لوگ وید بھگوان اور رام، کرشن کا نام مٹا کر عرب کے ریگستان کی تہذیب اور حضرت محمد کا نام سرزمین آریہ ورت میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہندوؤں کا اتحاد کبھی نہیں ہو سکتا"!

"قرآن شریف کی تعلیم جہادی مشہور ہے اغزو قتلوا الکافرین اور عقل کو دخل نہ دینے نے جو تختہ زمین پر حشر برپا کیا۔ اور غضب ڈھایا۔ اور نقصان پہنچایا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اول تو حضرت شریف نے اپنی زندگی میں حتی الوسع کمی نہیں فرمائی"!

(دیکھو آریہ اخبار آریہ ویر راولپنڈی مورخہ ۱۵ جنوری ۲۷ء)

یہ سارے اقتباسات ایک اخبار کے ہیں۔ یہی حال آریوں کے تمام دوسرے اخباروں کا ہے۔ اول سے لیکر آخر تک گالیوں سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حیرت ہے کہ گورنمنٹ نوٹس نہیں لیتی!

انصاف تو اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ جب تمام مسلمانوں نے اس سرے سے اس سرے تک جناب شردھانند کے قتل پر آریوں سے ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ تو آریوں پر واجب تھا۔ کہ آنکھیں نیچی کر لیتے۔ اور مسلمانوں کے اس ہمدردانہ رویہ کی تعریف کرتے۔ اور اس کے بدلے میں کم از کم اسلام اور بانی اسلام کے خلاف لب کشائی نہ کرتے۔ لیکن آریوں نے مسلمانوں کے اس ہمدردانہ برتاؤ سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور بجائے شکرگذار ہونے کے گالیاں دینی شروع کر دیں کیا اسی کا نام اخلاق ہے۔

سوامی شردھانند کے قتل کا واقعہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق کا کافی ثبوت ہے۔ کہ اول تو مسلمانوں نے محض آریوں کے کہنے پر اعتبار کر لیا۔ کہ قتل کرنے والا کوئی مسلمان ہے۔ پھر اس پر انتہا درجہ کی ملامت و نفرت کا اظہار کیا اور اپنے اخلاقی فرض کو ادا کرتے ہوئے۔ اسلام کے اخلاق کا ثبوت دیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی مسلمان میں اسلام کے اعلیٰ اخلاق کی جھلک پائی جاتی ہے۔ کہ اپنی غلطی پر نادم اور پشیمان ہوتے۔ اور اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے ہیں۔ کیا آریہ بھی اس قسم کی کوئی نظیر پیش کر سکتے ہیں۔ کہ ہندوؤں نے کبھی اپنی فاش سے فاش غلطی کا مسلمانوں کی طرح اعتراف کیا ہو؟!

کیا آرہ اور کرتارپور کے ہندوؤں کے زہرہ گداز مظالم جبکہ ہندوؤں نے بے گناہ مسلمان بچوں اور عورتوں کو زندہ آگ میں جلا دیا تھا کسی ہندو لیڈر نے ان لوگوں پر لعنت و ملامت کی؟ اور کیا کسی مسلمان اخبار نے طعن کیا کہ یہ وید کی جہادی اور وحشیانہ تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اگر نہیں تو پھر کیا۔ یہ اسلامی اخلاق کی فتح نہیں۔ کہ جب کسی مسلمان سے کوئی ناجائز فعل سرزد ہو جاتا ہے تو سارے مسلمان لیڈر اس کے فعل پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب ہندوؤں سے کوئی اس قسم کا فعل سرزد ہوتا ہے۔ تو ہندو لیڈر منہ میں گھنگنیاں ڈال لیتے ہیں۔ کیا یہ ہندوؤں کے اعلیٰ اخلاق سے گراوٹ کا ثبوت نہیں

پھر جبکہ مسلم علماء یہ کہہ رہے ہیں۔ اور قرآن شریف کی آیات نکال کر دکھا رہے ہیں کہ محض اختلاف عقیدہ کی بناء پر کافر کو قتل کرنا۔ اسلام کی تعلیم نہیں۔ پھر بھی آریوں کا بار بار اعتراض کرنا اور کہنا کہ قرآن میں کافر کو قتل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ وہ خود جاہل اور ناواقف مسلمانوں کو ترغیب دے رہے ہیں۔ کہ وہ کافروں کو قتل کریں۔ کیونکہ جب وہ آریوں سے سنتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ کہ جو کافر کو قتل کرے وہ سیدھا بہشت میں جاتا ہے۔ پس اس فساد و بدامنی اور قتل کے ذمہ دار خود آریہ سماج والے ہیں۔ کیونکہ اسلام پر بار بار اعتراض کر کے کہ یہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور اس میں کافروں کو مار ڈالنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ آریہ لیکچرار جاہل مسلمانوں کو بھڑکاتے ہیں۔

آخر میں ہم آریہ اخبارات خصوصاً آریہ ویر پرکاش آریہ گزٹ سے بکمال ادب درخواست کرتے ہیں۔ اور حق انسانیت کا واسطہ دیتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے لئے اس ننگ انسانیت دلآزار روش سے اجتناب کریں۔ زبان کو قابو میں رکھیں۔ اور دلیل کا جواب دلیل سے دیں۔ گالیاں دینا کوئی خوبی نہیں بلکہ کمزوری کی علامت ہے۔ مسلمان تو تمہارے بزرگوں کا نام ادب سے لیں اور تمہارے جذبات کا احترام کریں۔ اور تم کہو۔ "محمد صاحب" کبھی لکھو "مرزا منشی غلام احمد کی یاوہ گوئی" کیا یہی شرافت اور تہذیب ہے۔ جس پر تم کو ناز ہے؟ کیا کبھی کسی مسلمان نے بھی سوامی دیانند کو دیانند صاحب یا پنڈت دیانند وغیرہ لکھا ہے؟ ہم تو تمہارے بزرگان کا نام تمہاری طرح ادب سے لیں۔ اور تم ہمارے بزرگوں کو بدتہذیبی سے یاد کرو کبھی "منشی غلام احمد" لکھو کبھی صرف "مرزا قادیانی" لکھو کیا یہ ویدک تہذیب اور اسلامی اخلاق میں زمین و آسمان کا فرق نہیں؟ اور کیا یہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق کی فتح نہیں تم ہی انصاف سے کہو کہ خون کس کا ہوا؟ اور بازاروں میں قرآن پاک اور مکہ معظمہ کے متعلق نہایت دلخراش اشعار کہتے پھرنا۔ جسے ہم نقل کفر کفر نہ باشد پر بھی درج نہیں کر سکتے۔

یہ اشتعال انگیزی اور دل آزاری نہیں؟ لو اپنے بڑے بھائی سناتن دھرم کی نصیحت سنو

"مسلمانوں کے جذبات کو ابھارنا اور مکہ مدینہ و ٹرکی میں اوم کا جھنڈا گاڑ دینا اور تمام دنیا کو آریہ بنانا یہ خبط اچھا نتیجہ نہیں نکال سکتا"!

(اخبار سناتن دھرم پرچارک امرتسر ۱۶ و ۲۴ جنوری ۲۷ء)

حافظ سلیم احمد خان اٹاوی

KHILAFAT LIBRARY

حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور تناسخ

پھر دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر آپ تناسخ کے قائل ہوتے تو قیامت جزا سزا دوزخ بہشت کے منکر ہوتے۔ کیونکہ یہ دونو اصول آپس میں سخت متضاد ہیں۔ جس طرح آگ اور پانی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح یہ تناقض اصول بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جون اس جزا کا سزا کا نام ہے۔ کہ جو انسان عمل اس دنیا میں کرے۔ پھر دوبارہ انہی کے بدلے میں اس دنیا میں پیدا ہو اور انہیں پچھلے عملوں کے موافق اپنی دوسری جون کی زندگی بسر کرے۔ اگر تناسخ صحیح ہے تو قیامت کے حساب و کتاب جزا و سزا دوزخ بہشت سب باطل کیونکہ وہ تو ہر ایک انسان کو اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے مقرر ہیں۔ اگر اس کو جون کے ذریعہ ہی اپنے پہلے اعمال کا بدلہ مل گیا۔ تو یہ سب خام اور بے فائدہ اب ہم دیکھتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

کہ آیا گورو صاحب قیامت و۔ او سزا دوزخ وبہشت کو مانتے تھے یا نہیں چنانچہ ملاحظہ ہو جنم ساکہی بھائی بالا

عزرائیل فرشتہ پھر د اسے پکارا
اڈے دہرتی اکاش سب ہیوے جھکڑ جھاڑا

یعنی جب عزرائیل فرشتہ صور پھونکے گا تو سب دہرتی یعنی زمین اڑ کر دھند غبار ہو جائیگی آگے دیکھیے صہ ۱۵۲

چھڈ و بیبے نعامتاں قیامت نوں کریاد
جساڈسی روں جیوں پلیا مٹھے سواد
کہاد ا پینا نکلے جیوں گہانی وچہ تیل
دس کس کہادے ہو گئے سنگ کنگے میل

ترجمہ اے غافل انسان! تو قیامت کو یاد کر اور دنیا کے عیش وعشرت کو تیاگ دے۔ کیونکہ اس دان بغیر اعمال صالحہ کے وہ جسم جو کہ نعمتوں سے پرورش کیا ہوا ہے۔ روئی کی طرح اڑے گا۔ کہانا پینا سب بھول جائے گا۔ جس طرح کولہو میں تیل نکالا جاتا ہے۔ اس طرح تجھکو بھی تکلیف ہوگی ہے۔ برادران کرام ذرا غور فرمائیں۔ کہ کس قدر قیامت کو آپ نے وضاحت اور صراحت سے بیان فرمایا ہے۔ پھر اور ارشاد ہوتا ہے

حساب وکتاب کے واسطے دوبارہ لوگ قیامت کو اٹھائے جائینگے

آخر وقت جہاں نوں دتے اٹھایا کرگ تیاوس حق دا وچہ حضور بلائیے۔ دیکھو گے و فرکہول کے جویں کل کمائے جنہاں مرشد لنگ ایماں راس جویں نہ آئے۔ بہشت تہناں دی بھائے درگاہ لیں پہنائے۔ جنہاں حکم نہ بہناں خصم دا سو دوجک پائیے۔ جنم ساکہی کلاں صہ ۲۳۳ (

ترجمہ آخر جب قیامت ہوگی۔ تو اللہ تعالے سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور اپنے دربار میں بلا کر حق کے ساتھ ہر ایک کا فیصلہ کرے گا۔ اس دن ہر ایک انسان اپنے اعمال کا معاینہ اچھی طرح سے کرے گا۔ کہ کیا کیا اور کیسے کیسے عمل کئے۔ جنہوں نے سچے دل سے خدا کی فرمانبرداری کی۔ ان کے لئے بہشت ہے۔ وہ ان میں پناہ لیں گے اور جنہوں نے خدا تعالے کے احکاموں کی پرواہ نہ کی وہ دوزخ میں اپنے اعمال کی سزا لیں گے۔ آگے ملاحظہ ہو گرنتھہ صاحب صہ ۱۵۲۴ محلہ ۱

نانک آکھے رمینا سنیو سکھ ہی

لیکھا دب منگیسیا بیٹھا کڈھ وہی
طلباں پوسن عاقیاں باقی جنہاں رہی
عزرائیل فرشتہ ہوسی آئے تھی،
آون جاون نہ سجھے بھیڑی گلی پھی
کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہی

ترجمہ گورو صاحب فرماتے ہیں اے لوگو سنو ایک دن وہ آئے گا۔ کہ خدا تعالے ہر ایک سے اس کے اعمال کا حساب لے گا اور خداوند کریم ایک کتاب کھولے بیٹھا ہوگا۔ جن کا حساب صاف نہ ہوا۔ یعنی اعمال صالحہ نہ نکلے۔ ان کے لئے وہ دن بہت تکلیف کا ہوگا۔ اسدن ٹھیک عزرائیل فرشتہ ہر ایک کو سامنے دکھائی دیتا ہوگا۔ اس دن ادہر اودہر جانے آنے کی کوئی ہوش نہ ہوگی۔ اے نانک وہ مقررہ گھڑی (یعنی روز حشر) آخر آہی گئی۔ دیکھیے کس وضاحت کے ساتھ حساب وکتاب، اور ملائکہ کا اس دن حاضر ہونا۔ اور گنہگاروں کا اس دن حاضر ہونا۔ اعمال شنیعہ کی وجہ سے اور ان کی غفلوں کا اڑجانا عذاب کے ڈر سے یہ سب باتیں بخوبی ظاہر ہیں۔ آگے ملاحظہ ہو گرنتھہ صاحب صہ ۱۹

گلیں بہشت نہ جائیے چھٹیے سچ کمائیے
مارن پا حرام میں ہوئے حلال نہ جایائے

ترجمہ صرف باتوں سے ہی انسان بہشت میں نہیں جا سکتا اس کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ اگر پاؤں حرام کی طرف بڑہائے تو کیا وہ حلال ہو سکتا ہے۔ یعنی باتیں تو نیکوکاروں کی اور افعال شیطان کے۔ وہ ہرگز حقیقی نکوکاروں کے ساتھ بہشت میں نہ جائے گا۔ آگے گرنتھہ صاحب صہ ۲۱۶۹

فریدا من میدان توں ٹوئیے ٹبے ڈہا
اگے مول نہ آوسی دوزخ سندی بہا

اے فرید (یہاں اپنے آپ کو مخاطب کر کے نصیحت لوگوں کو دیتے ہیں) تو سب شرک وبدعت کو دور کر کے سچے دل سے خدا واحد لاشریک پر ایمان لا اگر تو وسواس جوں یا اور وہم وغیرہ کے پیچھے پڑا ہے۔ تو تیرے لئے قیامت کے دن سوائے تکلیف کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اور ملاحظہ ہو گرنتھہ صاحب صفحہ ۱۲۱۵ محلہ ۱

بہناں وا در لیکہا ہوئے ؛؛ کرنی باجھوں ترے نہ کوئے

یعنی ہر ایک انسان کے اعمال کا حساب ہوگا۔ سوائے اعمال صالحہ کے کوئی عذاب دوزخ سے رہائی نہ پائے گا۔ آگے گرنتھہ صاحب صفحہ ۱۹۱ محلہ ۱

حق پرایا نانکا اس سؤر اس گائے
گر پیر حامی تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے

ترجمہ دوسرے کا حق کہانا ہندو کو گائے کی مانند اور مسلمان کو خنزیر کی مانند ہے۔ گورو اور پیر پیغمبر تبھی خدا کے حضور سفارش کریں گے۔ جبکہ انسان حرام کہانے سے پرہیز کرے۔

صاحبان ذرا غور وفکر سے کام لیں۔ کہ اگر جون میں ہی انسان کے اعمال کی جزا وسزا ہو جاتی ہے۔ تو گورو اور پیر کس طرح سفارش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ تناسخ کی رو سے جب کوئی مر گیا۔ اسی وقت حساب وکتاب ہو کر دو چار منٹ کے بعد جس جون میں جانا تھا چلا گیا۔ پھر سفارش اور شفاعت کیسی؟ یہ تو تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایک میدان حساب میں لوگ جمع ہوں۔ ہر ایک کو اپنے اپنے عملوں کا پتہ لگے۔ تبھی گورو پیر شفاعت کر سکتے ہیں۔ جبکہ سب یعنی مجرم اور حساب لینے والا۔ اور شفاعت کرنے والا سب ایک ہی جگہ ایک ہی وقت اکٹھے ہوں۔ جو تناسخ کے سراسر خلاف ہے۔ بس معلوم ہوا کہ گورو صاحب تناسخ کے منکر اور احکام اسلام کے عامل تھے۔ آگے دیکھیے۔

بدیاں تلن نیکیاں میزان کرن حساب
باقی جنہاں دیونی سوئی ہوں خراب
جحت راہ شیطان دا کینا جنہاں قبول
درگاہ ڈہوئے نہ ملنے بھرے شفاعت رسول

جنم ساکہی بھائی بالا۔ یعنی تمام بدیاں علیحدہ اور نیکیاں علیحدہ شمار کر کے انسان کو بتائی جائینگی۔ جن کی بدیاں زیادہ ہوئیں۔ ان کے لیے وہ بہت مشکل مقام ہوگا۔ جو رحمان کو چھوڑ کر شیطان کے ہمنشین ہوئے۔ وہ اس دن چھٹکارا نہ پائیں گے۔ اور نہ حضرت رسول کریم ان کی سفارش خدا کے حضور کریں گے۔

آگے دیکھیے جنم ساکہی صہ ۱۸۳

نیکی بدی حساب سب قیامت دے دن ہو
ارے پرے نہ نجسن خاک سمائے ہو۔
زلیخا نے کیا خو وچاک دامن ماہ کنعان کا نیچے اکڈی

آسانی سے آپنے فیصلہ کیا کہ تمام نیکیوں بدیوں کا حسا

سوائے قیامت کے دن کے پہلے ہرگز نہیں ہوگا۔ اور اس سے پہلے تمام جسم خاک سے ملے رہیں گے۔

آگے اور دیکھئے جنم ساکھی صفحہ ۱۹۶

کہاں کھویں نہ جاوتی میر وزیر بادشاہ
جتّے نہ رہندے دُ ہر کسے رہن مراتب جاہ

ترجمہ انسان جو کھاتا پیتا ہے۔ یہ خدا کے پاس بطور ذخیرہ کے جمع نہیں۔ صرف ہر ایک کے اعمال ہی اس کے پاس بطور امانت کے ہیں۔ جو کہ ہر ایک پر حساب وکتاب کے دن ظاہر کرے گا۔ اب اس وہم یعنی تناسخ کی تو خوب قلعی کھل گئی اور یہ بھی بفضل خدا روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کہ گورو صاحب ایسے خیالات کے مخالف تھے۔

KHILAFAT LIBRARY

گرو بابا نانک کا حسن عقیدت

جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ القریش اپنے رسالہ نمبر ۲ بابت ماہ فروری میں لکھتے ہیں

گرو بابا نانک کی خلوص قلبی و توحید جوئی پر بیشتر بحثیں ہو کر یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا دیا گیا ہے۔ کہ آپ حق پرستی اور وحدت پسندی میں یکتا و یگانہ تھے۔ آپ نے اپنے پیروان طریقت کے لئے جو عروۃ الوثقیٰ تجویز کیا۔ وہ بہر نوع قابل ستائش اور لائق تعریف ہے۔

بابا گورو نانک صوفی منش بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی کتاب میں جو گرنتھ صاحب کے نام سے موسوم ہے۔ اور سکھوں کی مذہبی متبرک کتاب ہے۔ خلوص قلبی اور نیک دلی کی تعلیم دی ہے۔ اور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حسن عقیدت کا ثبوت ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان نکات پر غور کرنے والے ناپید ہوتے جاتے ہیں۔

ذیل میں گورو بابا نانک صاحب کا ایک "شبد" جو آپ کی آنحضرت صلعم سے محبت قلبی و عشق باطنی کا مظہر ہے۔ ناظرین القریش کی واقفیت کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام بابا صاحب کی محبت و محنت کی داد دیں گے۔ شبد

عدد گنو ہر اکھر کے کر دو چوگنا تا
دو ملاؤ پنج گنا او بیس بٹا تا

باقی بچے سو نو گنا دو اس میں کلا
نانک اس بدھ ہر کے نام سے محمد لو بنا

یعنی ہر لفظ کے عدد و شمار کر کے جمع کرو! چار سے ضرب دیکر دو جمع کرو۔ حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیکر بیس پر تقسیم کرو باقی کو ۹ سے ضرب دیکر دو جمع کرو حاصل ۹۲ ہوں گے ۹۲ عدد محمدؐ کے ہیں۔ بس ہر لفظ اور ہر نام سے یہی حاصل ہوگا۔ بابا صاحب کی نکتہ رسی قابل داد ہے۔

مثلاً قلم ایک لفظ یا نام ہے جو ق، ل، م تین حرفوں سے مرکب ہے۔ ہر سہ حروف سے عدد لے کر جمع کرو، ق کے ۱۰۰ ل کے ۳۰ اور م ۴۰ کے ۔ کل ۱۷۰ ہوئے۔ اور چار گنا کرنے سے ۶۸۰ ہوئے۔ ۲ اور ملائے تو ۶۸۲ ہوئے۔ اب اس کو پانچ گنا کیا تو ۳۴۱۰ ہوئے، اور ۲۰ بیس پر تقسیم کیا تو ۱۰ بچے ۱۰ کو ۹ گنا تو ۹۰ ہوئے۔ ۲ اور ملائے تو ۹۲ اسی طرح جس لفظ کے جی چاہے بناؤ ۹۲ بنیں گے۔ اور بابا صاحب کی محنت کی داد دینی پڑے گی،

نور یہ شلوک پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ مجھے بھی گورو صاحب کے حقیقی مسلک کے متعلق چھان بین کے لئے ایک مدت ہوئی اور میں نے اپنی حیات کا بیشتر حصہ اس تحقیقات پر صرف کیا ہے اور شری گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی سے کافی امداد اور میٹریل بہم پہنچایا ہے۔ جو قریباً میری درجنوں کتابوں میں درج ہے۔ مگر آج تک جو کتب میری مطالعہ میں آئی ہیں ان میں یہ شلوک میری نظر سے نہیں گذرا۔ میں جناب ایڈیٹر صاحب القریش کا مشکور ہوں گا۔ اگر از راہ کرم مجھے اس شلوک کے ماخذ سے مطلع فرمائیں گے

مشاہیر عالم

سائنر مبٹیو مسولینی وزیر اعظم اٹلی

سائنر مسولینی کا شمار ان چند مشاہیر عالم میں ہے جنہوں نے زمانہ حال میں ہی بہت چھوٹی حیثیوں سے حیرت خیز ترقیاں کر کے زبردست قوموں کی قسمت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

مسولینی ۲۹ جولائی ۱۸۸۲ء کو ایک غریب لوہار کے یہاں "ووویا" نام کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوا مگر تقدیر اس کی پیدائش کے وقت ہنس رہی تھی۔ کہ یہ معمولی لوہار کا لڑکا ایک دن اپنی آہنی اقتدار سے یورپ کو ہلا دے گا۔ یہ بچپن سے بہت شریر اور جنگجو تھا۔ اس کا باپ چاہتا تھا۔ کہ یہ اس کی بھٹی کے پاس بیٹھکر دھونکنی چلائے۔ مگر نوعمر بنیٹو کو اس کام سے نفرت تھی۔ یہ ہمیشہ اپنے باپ کی نگاہ بچا کر باغوں سے پھل چرانے یا لڑکوں سے لڑنے بھڑنے کے لئے گھر سے باہر نکل جایا کرتا تھا۔ کوئی لڑکا گاؤں میں بنیٹو سے زیادہ بہادر اور دلیر نہ تھا۔ یہ خطرناک سے خطرناک کاموں کے لئے بہت جلد تیار ہو جاتا تھا۔ گاؤں کے تمام لڑکے اس سے خائف رہا کرتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر مخالف لڑکوں کا سر پتھر مار مار کر توڑ دیتا۔

بنیٹو مسولینی کا باپ تو بالکل جاہل تھا لیکن اس کی ماں کسی قدر پڑھی لکھی اور گاؤں کے مدرسہ میں معلمہ تھی۔ اس نے اپنے بیٹے کو تھوڑی بہت تعلیم دیدی تھی جب یہ بارہ برس کا ہوا۔ تو اس کی مزید تعلیم کے لئے فاقہ کش والدین نے حکومت سے امداد طلب کی لیکن چونکہ بنیٹو میں کوئی نمایاں تعلیمی ذہانت نہ تھی۔ اس لئے حکومت نے یہ درخواست مسترد کر دی۔ افلاس کی وجہ سے بنیٹو مزید تعلیم حاصل کرنے سے معذور رہا۔ اور اس نے مقامی میونسپلٹی میں ملازمت کی کوشش کی لیکن بدقسمتی سے یہاں بھی وہ ناکام رہا اور اس کو ملازمت نہ مل سکی۔ بہت کچھ دوڑ دھوپ کے بعد اس مسولینی کو جو ایک دن اٹلی کا اصلی حکمران بننے والا تھا۔ ایک سکول میں بیس بائیس روپیہ ماہوار کی ملازمت مل گئی۔ لیکن مسولینی کی اولوالعزمیوں کا تقاضہ کچھ اور ہی تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد اس نے یہ ملازمت ترک کر دی۔ اور سوئٹزرلینڈ چلا گیا۔ جس وقت وہ لوزان پہنچا ہے۔ اس کی جیب میں صرف ایک روپیہ تھا۔ ایک وسیع شہر میں مسولینی تمام دن پھرتا رہا لیکن اس کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہ نکلا یہ ایک روپیہ بھی کھانے پینے میں خرچ ہو گیا۔ ایک غیر ملک کوئی واقف کار نہیں۔ رات میں کہاں جا کر رہے۔ مجبوراً دریا کے کنارے ایک پل کی محراب میں پڑ کر سو رہا۔ اتفاق سے ایک پولیس مین اودھر سے گشت کرتا ہوا نکلا۔ اور اس کی

KHILAFAT LIBRARY

مسولینی کو ایک آوارہ بدمعاش سمجھکر گرفتار کرلیا۔ ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو جب غریب الوطن مسولینی اس بے کسی کی ساتھ گرفتار کیا گیا۔ تو کس کو خبر تھی کہ بیس برس کے بعد یہی "بدمعاش" اطالوی قوم کا نمائندہ بنکر اسی پل سے گذر کر لارڈ کرزن اور موسیو پوئنکارے کے دوش بدوش لوزان کانفرنس میں شریک ہوگا۔ غریب مسولینی کئی دن تک جیل میں رہا چھوٹنے کے بعد اس نے ایک شخص سے چار پانچ آنے پیسے مانگ کر لئے اور اس نے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ اتفاق سے اسی دن اس کو ایک زیر تعمیر مکان میں اینٹیں ڈھونے کا کام مل گیا۔ لیکن تقدیر نے یہاں بھی رنگ دکھایا۔ چند ہی روز کے بعد نکٹھو مسولینی اس کام سے نکال دیا گیا۔ اور وہ پھر بازاروں میں جوتیاں چٹخانے لگا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اسے ایک دوسری جگہ مزدوری مل گئی۔ اور پھر وہ ایک شراب کی دوکان پر چپراسی مقرر ہوگیا۔ یہاں اس کو شراب کے پیپوں سے لدے ہوئے وزنی ٹھیلے گھسیٹنے کے علاوہ اپنے مالک کا بچہ بھی کھلانا پڑتا تھا۔ اس دوران میں اس کو جب کبھی فرصت ملتی۔ تو اکثر اخبارات میں اشتعال انگیز سیاسی مضامین لکھا کرتا تھا۔ اندنوں حکومت سوئٹزرلینڈ کے خلاف ایک سازش ہوئی۔ مسولینی اس موقعہ پر بھلا کب چوکنے والا تھا۔ وہ بھی شریک ہوگیا۔ افشائے راز ہونے پر حکومت سوئٹزرلینڈ نے اس کو اپنے ملک سے باہر نکال دیا۔

اپنے سیاسی مضامین کی بنا پر اسے تھوڑی بہت شہرت حاصل ہوگئی تھی۔ اس لئے اس کو بہت جلد آسٹریا کے ایک اخبار میں بمقام ٹرنٹ ملازمت مل گئی۔ یہاں اس نے ایک سخت مضمون ان اطالوی صوبجات کے متعلق لکھا جو اس وقت آسٹریا کے قبضہ میں تھے۔ حکومت آسٹریا نے اس کو پابجولاں کر کے ایک "معمولی بدمعاش" کی حیثیت سے خارج البلد کردیا۔ اس کے بعد مسولینی کئی برس فرانس اور جرمنی میں پھرتا رہا۔ لیکن شورش پسندیوں کی بدولت اسے کہیں امن و عافیت کی زندگی نصیب نہ ہوئی۔ آخر ۱۹۱۲ء میں یہ اپنے وطن اٹلی واپس آیا۔ اور اس کو ایک سوشلسٹ اخبار "اونتی" کی اڈیٹری مل گئی۔ یہاں وہ دو سال تک کام کرتا رہا۔ اس کے بعد یورپ کی عالمگیر جنگ شروع ہوگئی۔ سوسلشٹ پارٹی شرکت جنگ کے خلاف تھی لیکن مسولینی یہ چاہتا تھا۔ کہ اٹلی برطانیہ کی حمایت میں جنگ کردے۔ مسولینی اس جنگجویانہ اسپرٹ کی بدولت ذلیل کر کے سوسلشٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔ اب اس نے کہیں سے روپیہ فراہم کرکے اپنا ذاتی اخبار "ال پوپولو دی اطالیہ" جاری کیا۔ اور جنگ کی موافقت میں پروپیگنڈا کرتا رہا ۱۹۱۵ء میں اس نے جنگ کے متعلق شورش انگیز مظاہرہ کیا۔ اور گرفتار ہو کر جیل خانہ کی ہوا کھانا پڑی۔ لیکن اس کے تھوڑے دن ہی بعد اٹلی بھی شریک جنگ ہوگیا مسولینی رہا ہوا۔ اور ایک سپاہی کی حیثیت سے محاذ جنگ پر روانہ ہوگیا۔ جنگ کے خاتمہ پر جو اس کے نتائج برآمد ہوئے۔ وہ اطالوی قوم کے لئے طمانیت بخش نہ تھے تمام ملک میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ اور بالشویزم کے اثرات کام کرنے لگے۔ اگر اس وقت مسولینی کی شخصیت نہ ہوتی۔ تو اٹلی بالشویک سیلاب میں بہ جاتا۔ اس نازک موقع پر مسولینی نے وہ کام کیا کہ تمام دنیا متحیر ہوگئی۔ اور اس کے سر پر شہرت دوام کا تاج رکھدیا گیا۔ اس نے ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء چند دل شکستہ سپاہیوں کے ساتھ رومہ پر پیش قدمی کی اور حکومت کی نیم بالشویک فوجوں کو شکست دے کر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

مسولینی نے صرف یہی نہیں کیا۔ کہ اپنے ملک کو بالشویزم کا شکار ہونے سے بچا لیا۔ بلکہ اس نے جنوبی یورپ میں بالشویزم کے خلاف ایک آہنی دیوار کھڑی کردی۔ روسی سوویٹ کے مقابلہ پر اس کا فیسٹی نظام باقاعدہ ہے۔ اور اس کے "سیاہ قمیص" والوں سے ایک زمانہ تھراتا ہے مسولینی نے بے مثل قابلیت کے ساتھ اپنی جماعت کو منظم کیا۔ اور اس وقت وہ اٹلی کا وزیر اعظم ہی نہیں۔ بلکہ ملک کا وکیل مطلق اور وہاں کا اصلی حکمران ہے۔ اس کے بغیر حکم اٹلی میں ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کرسکتا تمام ملک میں وہ "ڈیوک" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مسولینی کی اکثر باتوں سے ملک کا ایک حصہ اس کے خلاف ہے۔ لیکن اس کی کارکن خفیہ انجمنوں سے سب ڈرتے ہیں اس کی جان پر کئی مرتبہ قاتلانہ حملہ ہوا۔ لیکن یہ ہمیشہ بچ گیا اور اکثر کہا کرتا ہے۔ کہ جب تک میرا مشن مکمل نہ ہوجائے میں ہرگز نہ مرونگا۔ مسولینی آج اطالیہ کی سب سے بڑی ح

شخصیت ہے۔ اس کی آواز ملک و قوم کی آواز ہے۔ اور اس کی ہر کارروائی ایک آئینی حکومت کی کارروائی۔ (ریاست دہلی)

"مجلس مشاورت کے متعلق اعلان"

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت امسال بتاریخ ۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۲۷ء کو ہوگی۔ جو احباب انجمنہائے بیرونی سے کوئی معاملہ مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہیں۔ وہ پرائیوٹ سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے پاس جلد بھیجدیں!

۲۔ جماعت ہائے بیرونی کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی سالانہ کارروائی کی رپورٹیں مختصر مگر ضروری تمام واقعات پر مشتمل دفتر ناظر اعلیٰ میں آخر مارچ ۲۷ء تک براہ راست بھیجدیں جس ترتیب سے یہ رپورٹیں میرے دفتر میں موصول ہونگی اسی ترتیب سے میری رپورٹ میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۔ مجلس مشاورت کے متعلق دیگر تمام کارروائیاں اور اعلان پرائیوٹ سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے ہوں گی۔ لہذا احباب ان سے خط و کتابت کریں۔

قائمقام ناظر اعلیٰ

"درخواست دعا"

جمیع بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ خاکسار کے خلاف عرصہ ۱۴ ماہ سے ایک دیوانی مقدمہ ناحق کا چل رہا ہے۔ جس کی وجہ سے سخت پریشانی ہے ہے۔ لہذا التجا ہے کہ عاجز کے حق میں امرا بلائے ناگہانی سے مخلصی کی دعائیں للہ دردول سے کر کے عنداللہ ماجور ہوں دعاؤں کا محتاج۔ محمد ایوب خان احمدی رسالدار بہادر آنریری لفٹنٹ پنشنر مراد آباد دلشاد منزل

تبلیغی توپخانہ

آریہ مذہب کی حقیقت

آج کل پھر شدھی کی باسی کڑھی میں ابال آیا ہے۔ اشدھی کی دقیانوسی توڑنے اور بندوقوں کے منہ بند کرنے کے لئے آپ آج آریہ مذہب کی حقیقت سے بڑھ کر اور کوئی بہترین تبلیغی حربہ نہیں پائیں گے۔ اس کتاب میں آریہ مذہب کے

ہر ایک اصول پر وہ برقی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ جو صرف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر یا سن کر کوئی شخص آریہ مذہب کی طرف خیال بھی نہیں کر سکتا اس حالت میں ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں اس تبلیغی حربہ کا ہونا نہایت ضروری ہے زمیندار، مسلم آوٹ لک نے اس کتاب کے متعلق یہ رائے دی ہے۔ کہ آریہ مذہب کے متعلق جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں یہ سب پر فوقیت رکھتی ہے قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

ہندو دہرم کی حقیقت

سناتنیوں میں تبلیغ کے لئے آج تک مسلمانوں کی طرف سے بہت ہی کم تبلیغی لٹریچر مہیا کیا گیا ہے حالانکہ اس قوم میں تبلیغ کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس جامع کتاب نے بلا شبہ ایک بڑی تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ کوئی ہندو ایسا نہیں کہ جو اس کتاب کو پڑھے۔ اور اس کا دل اسلام کی قدوسیت کی شہادت نہ دے۔ جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے۔ پلیڈر گڑگانوہ لکھتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر آج تک ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے میری نظر سے جامع اور مانع کتاب نہیں گذری"۔ قیمت صرف عہ پتہ منیجر نور بکڈپو نور بلڈنگ قادیان پنجاب

کیا آپکا گھر ان کتابوں سے خالی ہے

ماں بچے کی نگہداشت بچوں کی بے وقت موت پر ماں باپ کو سر پکڑ کر رونے کی بجائے اس غم کا علاج کرنا چاہیئے۔ زچاؤں کی صحت سے بے پروائی اور بچوں کی تربیت سے غفلت برتنے نے خانہ داروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے لیکن یہ بیچار رہبر ثابت ہوگا۔ بہت مقبول ہوا ہے سال بھر میں دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے قیمت ۶/ ۔ رفیق زمیندار۔ بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر ہر گھر میں مویشی پلتے ہیں۔ سبزی کی کیاریاں بچے لگاتے ہیں۔ روپیہ ہر شخص کو جوڑنے کا شوق ہوتا ہے۔ بیماریوں سے بچنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے معلومات کے خزانہ دیکھکر ہر شخص خوش ہوتا ہے بس یہ کتاب ان باتوں کا بے مثل گنجینہ ہے۔ بہت پسند کی جا رہی ہے قیمت عہ پتہ مولوی محمد قمر مہتمم سرمایہ اطفال گڑگانوہ

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں ۲/۸

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر ان کے پاس رکھدو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سا ہو کار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں جہاں دکھائیے۔ انہیں کوئی دوسو روپیہ سے کم نہیں بتا سکتا۔ کسی قسم کی چوڑیاں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ان کو ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز دیکھئے دو چار الگ ہو جائیں تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب الگ ہو جائیں تو لہریہ پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہن کر عورتیں عورتوں میں بیٹھیں تو وہ عورتیں جو رات دن سونا اور چاندی پہنتی ہیں۔ انہیں دیکھکر دنگ رہجاویں گی۔ اور کہیں گی ہمیں بھی منگا دو۔ رب کی نظر ان پر نہ پڑے تو کوئی بات نہیں۔ چمک دمک رنگ ان چوڑیوں کا مثل سونے کے چمکتا رہتا ہے۔ قیمت ایک سٹ ۱۲ چوڑیوں کا دام ۲/۸ چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے۔ محصولڈاک علاوہ پتہ

ایس۔ اے اصغر اینڈ کو مٹیا محل دہلی

اللہ شافی

خدا کی قدرت

دکن کی بے نظیر دوا میاکا پڑسوگڈہ جو اعصاب دل و دماغ و اعضائے رئیسہ کو طاقت ور بنانے کے لئے اپنی نظیر آپ ہے مشک و عنبر جواہرات اسکے سامنے ہیچ ہیں

KHILAFAT LIBRARY

ہم اس کے متعلق زیادہ خامہ فرسائی کرنا نہیں چاہتے۔ تاکہ پبلک کہیں مبالغہ نہ سمجھے۔ بلکہ صرف قدیم اور قابل حکما مصنفین کی تحریرات اور ان کے ذاتی تجارب ان کی کتب سے نقل کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ خواہشمند اس بے نظیر اور قدرتی دوا کے استعمال سے اپنی کھوئی ہوئی جسمانی قوت کو از سر نو حاصل کر کے کم خرچ بالا نشین مصداق کا بنیں۔ اور اطبا بھی اس نایاب دوا کو حاصل کر کے اپنے کمزور مریضوں کو فائدہ پہنچائیں۔ چونکہ یہ نعمت ہر ایک کو میسر نہیں آسکتی۔ اس لئے ضرورت مند اصحاب اس بے نظیر موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ کیونکہ بار بار ایسی نایاب دوا نہیں ملا کرتی۔

افعال و خواص میاکا پڑسوگڈہ

منقول از یادگار رضائی صفحہ ۱۱ سطر ۱۴ مصنفہ حکیم مولوی رضا علی خان صاحب حیدر آبادی اور خواص الادویہ جلد دوم مصنفہ مولانا نجم الغنی خان صاحب رامپوری لکھتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے میرے سامنے بیان کیا۔ کہ جھنجوارڑ ایک قوم کا نام، اس کو دودھ میں ابال کر کھاتے ہیں۔ ان کی جسمانی صحت بہت مضبوط ہوتی ہے جس کی وجہ سے میاں بیوی اس راحت و خوشی سے زندگی بسر کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا ہے ایک صاحب ذوق کی وجہ سے مجھکو یہ تحفہ دی تھی۔ میں نے جب کھائی تو طاقت پیدا کرنے میں مسیحائی اثر پایا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دودھ میں ابالا جاتا ہے۔ تاکہ دودھ اس میں جذب ہو جائے۔ پھر سکھا کر پیس کر اور کپڑ چھن کر کے غبار کی طرح بنا کر آدھے تولہ کی مقدار بنا کر آدہا تولہ شکر سفید کے ساتھ نہار منہ غذا سے پیشتر کھائیں۔ یا کھلائیں۔ اعصابی اور دماغی و بدنی طاقت دینے میں اسے اپنی نظیر آپ پاؤ گے۔ اس کے سامنے دیگر قیمتی طاقت دینے والی دوائیں آپ محض ہیچ سمجھیں گے۔ مقوی اور مشتہی و ہاضم ہونے کے علاوہ دافع قبض بھی ہے۔ بغرض رفاہ عام اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ عوام سے فی سیر آٹھ روپے اور اطبا سے فی سیر چھ روپے محصولڈاک بذمہ خریدار آدہ سیر سے کم آرڈر کی تعمیل نہ ہوگی۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیئے۔ پتہ

منیجر شفاخانہ سعادت منزل شاہ علی بنڈہ چوک اسپال حیدر آباد دکن

KHILAFAT LIBRARY

تندرستی ہزار نعمت ہے

اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ کہ جس کے بغیر دنیا اندھیر ہے۔ تو آپ کو آج سے ہی اس مفید ترین دوا اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو کمزوری نزلہ و زکام، کھانسی، کو دور کرے گی پٹھوں اور ہڈیوں کو مضبوط بنائے گی۔ صاف خون پیدا کرے گی جسم کو چست بنائے گی۔ اعضائے رئیسہ اور شریفہ کو تقویت دے گی۔ حوصلہ بلند کرے گی ہاضمہ کو طاقت دے گی۔ دل میں نئی امنگ، اعضاء میں نئی ترنگ، اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرے گی جوانی کی حفاظت کرے گی۔ اور بڑھاپے کے عوارض سے بچائے گی۔

"تازہ شہادت"

جناب بابو غلام محمد صاحب اختر پارسل کلرک پشاور صدر سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اکسیر البدن کو استعمال کیا بیحد مفید پایا۔ اس کا اثر ان سب مقوی دواؤں سے جس قدر آج تک میں نے دیکھیں افضل ہے۔ لہذا ایک ماہ کی خوراک بہت جلد میرے دوست جناب قاضی صاحب کے نام بذریعہ وی پی بھیجدیں"۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

آنکھیں ہیں تو سب کچھ بغیر آنکھوں کے دنیا اندھیر ہے۔ لہذا اگر آپ کو اپنی آنکھوں جیسی نعمت غیر مترقبہ کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو پھر آپ کو آج سے ہی موتی سرمہ (رجسٹرڈ) کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو ضعف بصر، لگرے، خارش چشم، جلن، پھولا، جالا پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، رتوند، کوہا کھنی، ناخونہ، ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ چنانچہ اس کے لئے تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔

ایک ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال کیمبل پور ڈبرہما سے لکھتے ہیں۔ کہ پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں"!

ایک تولہ کی قیمت دو روپے آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

قادیان میں مسکن بنانیوالوں کیلئے نادر موقع

اتفاق حسنہ سے دو قطعات زمین عمدہ موقعہ پر فروخت ہو رہی ہیں

(۱) ایک قطعہ دو کنال برلب سڑک احمدیہ سٹور و بورڈنگ ہائی سکول کے درمیان قیمت فی مرلہ تیس روپے اس کے ساتھ افتادہ زمین بھی ہے۔

(۲) ایک قطعہ چار کنال برلب سڑک مکان حضرت نانا جان مرحوم و بورڈنگ ہائی سکول کے درمیان قیمت فی مرلہ پچیس روپے۔

المشتہر

این۔ ڈی معرفت مینجر نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

۱۲ مارچ کا
دن
نوٹ کر لیں

ناظرین کو یاد ہوگا

۱۲ مارچ کا
دن
نوٹ کر لیں

کہ پچھلے سال مارچ میں امرت دھارا کی سلور جوبلی کس دھوم دھام سے منائی گئی تھی مختلف اجلاس کی صدارت جناب راجہ نریندر ناتھ صاحب۔ خان بہادر شیخ عبدالقادر بیرسٹر ممبر کونسل۔ مہاتما ہنس راج جی۔ پروفیسر شودیال جی ایم۔ اے۔ رائے بہادر ڈاکٹر مہاراج کشن صاحب۔ اور مسیح الملک محمد اجمل خاں صاحب جیسے برگزیدہ اصحاب نے کی۔ سر ڈاکٹر میاں محمد شفیع۔ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ۔ ڈاکٹر نند لعل صاحب۔ سردار سردول سنگھ کوشیشر۔ مولوی محبوب عالم جیسے اصحاب کی تقاریر ہوئیں۔

KHILAFAT LIBRARY

لیکچر ہوئے۔ نمائش ہوئی۔ شہر کے لوگوں نے پارٹی دی مشاعرہ ہوا۔ طبی کانفرنس ہوئی۔ اسی واسطے تو اخباروں نے لکھا تھا کہ

امرت دھارا کی سلور جوبلی لاہور میں ایک تاریخی واقع ہو گیا ہے

اسی واسطے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۱۲ مارچ کا دن جو جوبلی کا خاص دن تھا ہمیشہ کی یادگار بنایا جاوے۔ دفتر میں اس دن تعطیل ہو۔ جلسہ ہو۔ اور تمام مہربانوں کو اس خوشی میں شامل کرنے کے واسطے صرف ۱۲ مارچ کے دن کے واسطے وہی سلور جوبلی کی رعایت کیجاوے۔

یعنی امرت دھارا و اسکے مرکبات ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر

دیجاویگی۔ اسکی یہ صورت ہوگی۔ کہ دنیا کے کسی حصے سے بھی ۱۲ مارچ کو جو خط لکھ کر ڈاک میں ڈالا جاویگا۔ وہ چاہے ہمارے پاس کسی دن پہنچے اس پر مندرجہ بالا رعایت ہوگی۔ لاہور شہر کے خریداروں کے واسطے ۱۲ مارچ کو ایک لیٹر بکس باہر رکھا جاوے گا۔ جو اصحاب اس میں خط ڈال جاویں۔ وہ اس رعایت کے مستحق ہونگے۔ پھر وہ کسی دن اگر اس خط میں لکھی ادویات حاصل کر سکتے ہیں۔ جوبلی کے دنوں میں جو خاص رعایت یہ رکھی گئی تھی۔ کہ جو صاحب نقد روپیہ جمع کر دیں۔ وہ اس روپیہ کے ختم ہونے تک ہر وقت یہ رعایت حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ رعایت بھی قایم ہوگی۔ اس کے واسطے بھی روپیہ ۱۲ مارچ کو منی آرڈر کر دینا چاہیے۔

اب ناظرین کو چاہیئے

کہ ۱۲ مارچ کا سلور جوبلی ڈے ورا اپنی ڈائریوں میں نوٹ کر لیں اور جن کے پاس فہرست ادویات و کتب نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی اس کو منگوا کر جو جو چیز کی ضرورت ہو اس کو نوٹ کر لیں اور ۱۲ مارچ کو خط ضرور ڈال دیں۔ اس کو

نہ بھولیں

خط کا پتہ اتنا کافی ہے:۔ **امرت دھارا ۲۰ لاہور**

المشتہر

منیجر امرت دھارا۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا اسٹریٹ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور